

ڈاکٹر صفیہ عباد
شعبہ اردو
الخیرو نیورسٹی، بھمبر

« الحق قاسمی کا فکر و فن

(۱۔ مطالعہ)

This research paper is just a beginning and an introduction of a great humorous writer Atta-ul-Haq Qasim's work. It also indicates a new horizon of new humorous school of thought in Urdu Adab. His thought depicts a new philosophy of life and his style of writing also brings new colours of this philosophy. This research paper is a leading step for the comprehensive study of his work. His vision and work is very vast and needs much more study and research.

« الحق قاسمی دور حاضر میں اردو مزاح نگاری کا ایک معتبر مہم ہے۔ جن کے یہاں موضوعات اور اسلوبیاتی رنگوں کی دلچسپی اپنایا۔ مخصوص اور منفرد مقام بنا چکی ہے۔ قاری ان کا مقابلہ کرنے بیٹھے۔ تو لامحالہ یہ میدان حشر ہے جو مسکراہٹ، ہنسی اور مزاح کو ایک ساتھ تحریر دیتا ہے۔ تصانیف میں بلبلے، وصیت*، مے، ہنسنا رُخ* اور «یے شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ہم ظریفی، "خند" ر، "سرگوشیاں"، "تجاہل کا لمانہ"، "دھول دھپا"، "شوق آوارگی"، "گوروں کے دلیں میں"، "د* خوبصورت ہے"، "دلی دورا & "، "مڑ رہ گئے"، "مزہ گئے فرشتے" اور 5 قاتیں ادھوری ہیں، ان تصانیف کو ادبی حوالے سے کالم نگاری، شاعری، سفر/مون/سیا # کے حوالے سے ہم مطالعہ و تجزیہ کر رہے ہیں۔

میں نے زمانہ طالعہ علمی میں قاسمی صا # کو "روزانہ دیوار" کے حوالے سے پڑھا تھا۔ بحیثیت طالعہ علمی اس مطالعہ کا اپنا ایک مزہ تھا۔ جس میں ہنسی و ذہن اور فکری سطح کو کم تحریر ملی تھی۔ اور اب سون بعد نیشنل - فاؤنڈیشن C کے سالانہ "کتاب دن" کے موقع پر آپ مجھے ایک مختصر مضمون لکھنے اور پڑھنے کی دعوت ملی۔ جو میرے لئے بڑے اعزاز کا باعث تھی۔ بس وہ مضمون مجھے لکھنا تھا کہ پھر انہیں پڑھے بغیر نہ تو ذہن رکاوٹ لکھتے ہوئے قلم تھا۔ چنانچہ اس کتاب کا دی ما: اور مطالعہ ان کا "مجموعہ" رہا۔ جو میرے لئے ان کا قاعدہ تعارف بنا۔ اس کے مطالعہ کے بعد قاسمی صا # کے فکر و فن پڑھنا اور دوسروں کو اس کی دعوت دیتے ہوئے اردو ادب کے مزاحیہ سرمائے میں قابل قدر تحقیقی اور تنقیدی حصہ لے کر ہمارے لئے ضرورت کو اجاگر کر کے میرے لئے صد افتخار ٹھہرا۔

صلائے عام پہنچے ران نقطہ دان کے لئے

مزاح نگاری ہنسی کا علم، اس کا تعلق اپنی سوسائٹی کے W بگڑتے رویوں سے وابستہ ہوتا ہے۔ ایسی ہنسی اور طنز کی قیاسی تعمیر اور

مسلل غور و فکر کا نتیجہ ہوتی ہے۔ یہاں غور و فکر کا کام اختتام پہنچتا ہے۔ وہیں سے ہنسی اور طنز کے سرچشمے پھوٹنے لگتے ہیں۔ مزاح نگار ایسے میں دوسروں کو خبر بھی نہیں ہونے دیتا۔ کہ اس کے اس عمل کے پیچھے سماج کے کون سے رویے متحرک ہیں۔ وہ بظاہر اپنی بات سے متبرک شروع کرتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ دوسروں کے ساتھ ایسا موازنہ کا طریقہ اختیار کرتا ہے۔

مجھے ہنسنا ہنسا۔ پسند ہے۔ لیکن کچھ لوگوں کا ہنسنا ہنسا۔ دیکھ کر مرثیہ گوئی کا جی چاہتا ہے۔ ا۔ صا # قسطوں میں ہنستے ہیں اور جھٹکے کی کیفیت کے ساتھ دھڑ رہ ہنسنا شروع کر دیتے ہیں۔ ا۔ صا # جس لے میں روتے ہیں اسی لے میں ہنستے بھی ہیں۔ ا۔ دو # اپنا سامنا کھول کر قبضہ لگاتے ہیں۔ اور قبضہ بھی طویل دورانیے کا یہاں۔ کہ مجھڑی کبھی حلق میں نہ چلی جائے۔ (1)

ایسے میں مزاح نگار کی کئی حیات متحرک ہو جاتی ہیں۔ اس کے گہرے مشاہدے کے پتہ درپتہ کھلنے لگتے ہیں اس کے # رکی آج کچھ ڈیڑھ ہو جاتی ہے۔ اسے اپنے آس پاس وہ کچھ آئے لگتا ہے۔ جو عام اور عامی کو دکھائی نہیں دیتا۔ لیکن مزاح نگار اور اس کا قلم بخوبی جانتا ہے کہ اس کے # رکوئی تحریر۔ کیونکر ہوئی ہے۔

مجھے معاشرے کا ہواڑا آتی ہے۔ تو میرے قلم کو گند گدی ہونے لگتی ہے۔ (2)

قاسمی صا # کے ان تمام بیانات کو ہم ان کا تصور فن بھی کہہ سکتے ہیں۔ ا۔ مزاح نگار سماج میں رہتے ہوئے۔ اور کیوں مزاح و ظرافت کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ اور یہ ضرورت کیا ہے، کہاں اور کتنی درکار ہے۔ یہ # مزاح و ظرافت کی مختلف صورتیں اور مزاح نگاری سے متعلق مزاح نگار کا مخصوص نقطہ نظر آتی ہے۔

ہنسنا کوئی مشکل کام نہیں بشرطیکہ K ن اس کا ارادہ کرے اور اب تو ہم # کو یہ ارادہ کرتا ہی پڑے گا۔ کیونکہ قبضہ ہارٹ ایک سے بچتا ہے۔ اور فی زمانہ # پس بہت مہنگا ہے۔ لیکن کیا کریں کہ ظالم صیاد ہنسنے دیتا ہے نہ رونے دیتا ہے۔ (3)

اس میں شک نہیں کہ قاسمی صا # کے اظہار کا میدان خاص کالم نویسی ہے اور پیرائے بیان مزاحیہ ہے۔ لیکن مزاح اور ظرافت کا پیرائے جس احتیاط اور احتیاط سے عبارت ہے اسے۔ تنے کا سلیقہ وہی جانتا ہے۔ جو اس فن کی موشگافیوں کو۔ تنے کا امام ہو۔ قاسمی صا # اس راہ پر خارجی احتیاط اور احتیاط سے۔ رے میں رقطراز ہیں۔

ڈاکٹر اللہ رکھامرحوم خود کو کالم نگار کہتے تھے 1 لوگ انہیں "کالم نگار" قرار دیتے تھے۔ کیونکہ ان کے کالم میں گالیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا تھا۔ (4)

مزاح نگاری میں سیاہ اور اس کے مختلف پہلو قاسمی صا # کا مخصوص میدان ہے۔ اور آپ کے لئے وہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ آپ نے اس موضوع پر بڑی صاف گوئی اور بے کی سے لکھا۔ اور کہیں کبھی کسی بیانیہ کارپس سے سوڈا زنی نہیں کی۔ وہ # ہے۔ وہ بڑے علامتی پیرائے میں اس شعر عظیم کا ذکر کرتے ہیں۔ جہاں سے ملکی حکمت عملی طے ہوتی ہے۔ عوام الناس کے لئے پلیسیاں وضع کی

جاتی ہیں۔

کاش اسلام کا دین کوئی دیوار یا یہ بھی ہوتی۔ (5)

یہاں اسلام کا انتخاب اور دیوار یا یہ انتہائی گہرائی، گیرائی، معنوی اور تہہ داری کا الفاظ ہیں۔ یہاں کا پورا سیاسی، سماجی اور تہذیبی مصنف کے نوک قلم کی زد میں ہے۔ "دیوار" یہ "کی علامت احساس، شعور اور دردمندی کے عناصر سے پر ہوئی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ عناصر آج اس شہر بے درد میں دکھائی نہیں دیتے یہی وجہ ہے کہ عوام مسلسل ایہ بے رحمانہ اور ظالمانہ سلوک کا شکار ہو رہے ہیں۔ لیکن ایسے پس منظر سے مزاح نگار پھر مزاحیہ صورت حال تخلیق کرنے کی جاؤ پلٹتا ہے۔ یہ اس کی ذہانت کا امتحان بھی ہے۔ کہ وہ کیونکر ایہ سنجیدہ اور تکلیف دہ پہلو کی جاؤ دوسروں کو بھی متوجہ کرتا ہے۔

How and why any individual finds any thing funny. The humorous has encouraged the development of such faculties leading to the unique perceptual and intellectual abilities of our species. (6)

جارج بش کے ساتھ مصنف کی ایہ خیالی / تخیلاتی 5 قات تفصیل سے ہوتی ہے۔ بش ان الفاظ میں عالم اسلام کے رے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

عالم اسلام کے عوام بیوقوف ہیں۔ وہ ذہنی ہتھیروں کو نہیں سمجھتے۔ ان کے حکمران بھی ان کی طرح بے بنی

ہوتے۔ تو آپ جا... ہیں کتنی تباہی آتی۔ (7)

امریکہ کا دشاہ اور مشرقی اقوام کا مخصوص پاکستان کے ساتھ اس کے لئے تعلقات آج ہر کس کس پر عیاں ہو چکے ہیں۔ پٹھان لکھا ہوا، جاہل، عام ہوا، خاص، سیاسی ہوا، غیر سیاسی ہوا۔ اس کی چالوں سے آگاہ اور اسکے پیٹروں سے خبر ہے۔ مصنف نے اس کے کردار اور پولیسوں کو، بی وضاحت اور جامعیت کے ساتھ سنہرے قلم کیا ہے۔ اور درحقیقت بش کے الفاظ اور اس کے مخصوص نقطہ آ کے پیچھے بھی ملت اسلامیہ کے حکمرانوں کے دوہرے کردار اور معیار پر طنز کیا ہے جن کا اپنے ممالک اور دین و مذہب کے ساتھ تعلق مکھوک ہوا ہے۔ گویا دین و مذہب کی حرمت انہی کے ہاتھوں نیلام ہوئی۔

* پاکستان میں ماضی کی ایہ بہت مشہور فلم سرفروش کا یہ ڈاگ بہت مقبول ہوا۔ چوری میرا پیشہ اور ملازم میرا

فرض ہے۔ مجھے بعد میں پتہ کہ یہ صرف ایہ فلمی ڈاگ نہیں۔ بلکہ یہ اس "اسلام" کی تلخیص ہے۔

جو پورے عالم اسلام میں گزشتہ چند صدیوں سے رائج ہے۔ (8)

ہمارا تمام کام تمام طرز عمل کا گندہ ہو چکا ہے۔ ہم کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ ہمارے ذہن کے ہوئے اور سوچیں زہ آلود ہیں۔

ہم غلامی کے میں چور ہیں۔ "طوطے ہی طوطے" میں لکھتے ہیں۔

یہ ذہین طوطے ہیں۔ کچھ سیاسی، کچھ ادبی اور صحافتی طوطے ہیں۔ انقلابی طوطے ہیں یہ بے جانور ہیں۔

آ یہ اتنے ہی دہائی ہیں تو انہوں نے تمہاری غلامی کس طرح قبول کر لی ہے۔ میں تو خود غلام ہوں۔ تم کس طرح ان کے غلام ہو۔ میں نے پوچھا میں جس کا غلام ہوں۔ وہ آگے کسی کا غلام ہے۔ اور یہ سلسلہ بہت دور -- H` ہے۔ (9)

یہ غلامی کا 1 اور زوال کی دلفریب صورت حال ہی ہے جو کسی اوڈم اور عنوان سے ریب کی طرح بھر بھرے ہمارے مہاڈم اور وقار کا سودا کر رہی ہے۔ امریکہ آج ظلم و دہائی کی علامت بن چکا ہے۔ لیکن ہم میں # ظلم سہنے اور خود کو کھانے کی صلاح A نے جنم لیا۔ تو امریکہ نے ہمیں غلامی کے 4 از سکھائے بلکہ یہ 4 از سکھنے کے لئے ہم نے خود کو پیش کیا۔ غلام ابن غلام C اور کہلاؤ ہماری فطرت 6 بن گئی۔ ہم نے خود کو بیچنے اور جھکتے چلے جانے کی صورت میں ہی عافیت اور جینے کا بہانہ تلاش کیا۔ مصنف نے خود کو بھی اسی اجتماعی تماشے میں شریہ کیا ہے۔

صدر بش # گذشتہ دنوں بھارت کے تفصیلی دورے کے بعد کمر سیدھی کرنے اسلام 4 در کے۔ میری خصوصی 5 قات کا اہتمام ہوا۔ دھوتی C میں ملبوس رنگیلے پلنگ پ آلتی پلتی مارے بیٹھے تھے۔ ان کے سامنے حقہ دھرا تھا۔ جس کی لڑی ان کے منہ میں تھی۔ مجھ سے مصافحہ کیا۔ سامنے دھری کر سی پ نہ کے لئے کہا۔ جس کا اے * زوڈو ہوا تھا۔ میں ان کے اعلیٰ اخلاق سے بہت متاثر ہوا۔ بے شک وہ پاکستان کے عظیم دو & ہیں۔ صدر بش نے خادم خاص سے اپنے لئے آ فوٹ جوس اور میرے لئے کا ~ لانے کا حکم ڈیا۔ مجھ سے پوچھا * پاکستان کہاں ہے۔ اس کے ساتھ ہی وہ چاڑ پٹی سے اٹھے اور دیو اسپ ٹنگے دے * کے نقشہ آ میں جماتے ہوئے کہا۔ مجھے چھڑی کی مدد سے بتاؤ پاکستان کہاں واقع ہے۔ میں نے عرض کیا کہ سر آپ اس وقت پاکستان ہی میں ہیں۔ میں بوڑھا ہوا H` ہوں * نہیں رہا۔ خادم خاص آ فوٹ اور کا ~ لے کر آئیں۔ میں نے کا ~ اس طرح مزے لے لے کے شروع کی۔ جیسے آ فوٹ جوس پی رہا ہوں (10)

یہاں مصنف کا قلم ہمارے بکھرے اور بکے ہوئے وجود کی گویا دھجیاں اڑا رہا ہے۔ ہماری بے بسی اور بے توقیری کا نوٹ لکھ رہا ہے۔ وہ سچ دکھا رہا ہے۔ جو ہمارے لبوں پر آنے سے قاصر ہے۔

تعظیم کے اظہار کے لئے میں ان کے سامنے رکوع کی حا { میں H` بش نے مجھے اس حا { میں دیکھا تو خادم خاص سے پوچھا۔ یہ کیڑا شخص کون ہے۔ خادم خاص نے بتایا۔ سر یہ کیڑا نہیں بلکہ * پاکستان کے دکنی 4 ین کی طرح آپ کے حضور احتراما اس حا { میں کھڑا ہے (11)

ہم نے درحقیقت اپنی سرزمین کی آزادی اور حرمت کا سودا کر لیا۔ لیکن اس کے اقرار سے ڈرتے ہیں۔ ہمارے قول و فعل کا تضاد اے۔ رخ لکھ رہا ہے۔ وہ رخ کہ ہم کہاں کتنے سچے اور اپنی مٹی کے لئے کتنے غیرت مند تھے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی پک

سرزمین کے لئے کتنا اور کیسا کردار ادا کیا۔ مصنف انتہائی دکھ کے ساتھ اپنے کستان کو بیمار لکھتا ہے۔۔۔» "یہ" میں لکھتے ہیں:

یہ لوگ بپاؤ کستان کی عیادت دن میں کچھ ر کرتے ہیں۔ 1 ان میں سے کوئی اس کی صحت یابی کے لئے اپنا کردار ادا نہیں کھتے۔ صحافی سچ نہیں لکھتا۔ استاد موسیٰ کی بجائے فرعون پیدا کھتے ہے۔ سیا & دان اقتدار کے لئے ملک دشمنوں سے گٹھ جوڑ کر 8 ہے۔ عالم فساد پھیلاتے ہیں۔ حکمرانوں کو حکومت کو چسکا ہے۔ دانشور دل کچھ تیں کہنے کی بجائے فیشن ایبل تیں کھتے ہے 9% ٹیل ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ & لوگ کستان کی عیادت بھی کرتے رہتے ہیں اس طرح یہ اس کے دکھوں میں اضافہ کر رہے ہیں میں تو ان دنوں میں ا۔۔۔ سختی لکھوا کر میناؤ کستان پ لگا رہا ہوں۔ اس پ لکھا ہوگا۔ "عیادت کھ ۱" ہے "شاید یہ سختی لوگوں کو عیادت کے آداب سکھا دے۔ (12)

قاسمی صا # نے یہاں ریخ واروہ شواہد جمع کئے ہیں۔ جو مسلسل اور بتدریج ہمارے اجتماعی کردار کا احاطہ کرتے اور ان کا قلم ہماری بے حس پٹما نچے رسید کھتے ہے۔ مصنف کا قلم نو کھتے ہو پ۔ بی بے رحمی کے ساتھ معاشرے کے ہر طبقے اور ہر کردار کے چہرے سے اس کی مصنوعی سرخی نوچتے ہوئے اس کا اصل چہرہ دکھتے ہے۔ یہ چہرہ دکھاتے ہوئے وہ & کو گھٹا پکار پکار کر اس عمل میں شریہ۔ کھتے ہے۔ تم اپنے راہنماؤں آ ڈالو۔ ماشاء اللہ نوے نوے سال کی عمر میں لمبے سفر کرتے ہیں گٹھ جوڑ کرتے ہیں۔ ان کا آ م ہضم اتلا فیکٹ ہے۔ کہ آدھا ملک ہضم کر گئے ہیں اوڈ۔ تی ۱۰ پ آ یں جمائے بیٹھے ہیں۔ سو میرے عزیز! آ تم نے محبت کھ ہی ہے۔ تو کبھی Ki ن سے نہ کراپنے مفادات سے کرواقتدار سے کرو۔ پھر دیکھو تمہاری تونی کس طرح طاقت میں لیتی ہے۔ (13)

یہاں قاسمی صا # کا قلم بی بے رحمی کے ساتھ اپنے حکمرانوں کے (وہ چہروں اور ان کے آ۔ و نے کردار کے بیچے ادھیڑ ہے۔ یہاں وہ حرف طنز شہ کا علم اٹھائے آ نہیں آ۔ بلکہ ا۔ سچا محبت وطن بن کراپنے وجود کے بکھرے ٹکڑوں کو تلاش کھتے ہے۔ وہ درد مندی کی گھٹا ان ۱۰۰ سی حدود کو چھو رہا ہے۔ جہاں اس سے صبر نہیں ہو سکتا۔ وہ جا ہے۔ کہ سیاسی نگار خانوں میں کہاں کون سی سودے بازی ہو رہی ہے۔

دراصل کسی کی آ سے پیسے نکلاؤ۔ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ جو پیسے دیتا ہے۔ وہ اس کے لے میں کچھ 8 بھی چاہتا ہے۔ خواہ وہ صحیح دعائی کیوں نہ ہو۔ ہمارے سرکاری فقیر کئی مہینوں سے آئی ایم ایف کے دسپ صدا لگا رہے تھے۔ "دے جا سخیا راہ: اتیرا اللہ ہی ۱۰ لاوے گا۔ 1 آگے سے۔" معاف کرو کی صدا سنائی دیتی تھی۔ (14)

اسی اجتماعی بے حس، اور بے غیرتی نے ہمیں بھکاری بنا کر اقوام عالم کے قدموں کی دھول بنا ڈی۔ ہمارا حرم، دھرم، بھرم & کچھ۔ چکا۔ ہماری ملکی سالمیت کے ٹکڑے ہو گئے۔ ریخ رقم کرنے والے قلم کار رخ ملا۔ ہم آدھے دھڑ کے ساتھ بچی کچھی سانس لے رہے

ہیں۔ اے جی ساتھ نہیں چھوڑتی۔

سائنسی تحقیق کے مطابق رونے دھونے سے دل کا غبار دھل جاتا ہے۔ اور K ن ہشاش K ش ہو جاتا ہے۔
جیسے مشرقی پاکستان کی ذہنی آمیز علیحدگی پہ رونے دھونے کے بعد ہماری پوری قوم ہشاش K ش آئے
گئی ہے۔ (15)

مشرق پاکستان کی ہمیشہ سے علیحدگی کے اس عمل اور عظیم ترین سانحہ بھی ہم دیکھی ہو تو دور کی بات، ہم جو e۔ نہیں۔ اس موقع
پ۔ قاسمی صا # کے قلم سے بہتر شاعری کوئی دوسرا ہمارے منہ پر ایسا تھپڑ نہیں لگا سکتا تھا۔ جو طر شدت کی صورت زہر میں بھج کر قاسمی صا # کے
نوک قلم سے پیدا ہوئے۔ لیکن ہمارے تن مردہ میں پھر بھی جنبش۔۔۔ پیدا نہ ہوئی۔ اسی سانحہ پ۔ مصنف طر شدت کے پیرائے میں رقمطراز
ہیں۔

ہم نے 1971ء میں دشمن سے اپنا ا۔۔۔*۔ زو کوٹ لیا، 1۔ اپنے راض بھائی کے سامنے اپنی ک۔ بچی نہیں
ہونے دی۔ لعنت ہے۔ (16)

قاسمی صا # کے رے میں یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ ان کے فن کا ارتقاء زمین سے آفاق۔۔۔ رفتہ رفتہ بتدریج ہوا ہے۔ \$ وہ مقامی
سے آفاقی بنے ہیں۔ اس لئے ان کے یہاں ا۔۔۔ ٹھہراؤ، تحمل اور تجربے سمیٹنے اور تجربے کی صلا A پیدا ہوئی ہے۔ ان کے فن کا ر۔
اس کا مزاج اسی لئے پختہ اور تیز موسموں کی شدت کو۔ دا # کرنے کا تحمل ہوا ہے۔ جو فن کا مقام کی بجائے آفاق کو ہی ابتداء میں اپنا مسکن
سمجھنے لگتے ہیں۔ پھر ان کے فن کو اپنے قدموں کھڑا ہونے کے لئے زمین درکار نہیں ہو سکتی وہ خلاؤں میں رہتے اور پھر اسی کا حصہ بن جاتے
ہیں K نوں کے ساتھ ان کا تعلق نہ ہوتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ جبکہ قاسمی صا # اپنے معاشرے سے جوے ہوئے اور اسی کا سوچتے ہیں۔
"۔ #۔ سارا معاشرہ ہی اپنی چادر سے ڈیڈے ڈیڈے پھیلانے کا عادی ہو چکا ہے۔ وہاں کسی ا۔۔۔ کو نور و انوار

کیسے ٹھہرا جاسکتا ہے۔ (17)

ان کی اس طرز معاشرت پ۔ بھرپور نگاہ کے رے میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں۔

«الحق قاسمی نے پاکستان (جس سے اسے بے حد پیار ہے) اور پاکستانیوں کو ا۔۔۔*۔ پاکستانی کی نہیں بلکہ غیر
ملکی غیر جانبدار آج سے دیکھا۔ اور یہی مشکل کام ہے۔ سطح سے نیچے تہہ میں ا۔۔۔ کر معاشرہ کی در # تفہیم
آسان نہیں ہوتی۔ (18)

اسلام واقعی آسان مذہب ہے۔ اس میں صرف اذ کے دوران صفیں سیدھی رکھنا پڑتی ہیں۔ (19)

قاسمی صا # کی طرز تحریک کا یہ # از بھی ہے کہ نہ تو رنجیدہ خاطر آتے ہیں اور نہ ہی کسی کو رنجیدہ خاطر آتے ہیں۔ لیکن قاری
ایسے میں جیسے اپنا بیان ٹٹولنے لگتا ہے۔ ا۔۔۔ خاص محسوساتی فضا اس کے # متحرک ہو جاتی ہے۔ جسے صرف وہی محسوس کر سکتا ہے۔
ہمارے ہاں جو اسلام کی ڈیڈہ ضرورت غریبوں کو ہے۔ چنانچہ غریب مسافروں، غریب بیماروں اور

اس طرح کی کیفیت اکثر و بیشتر ہمیں لخصوص رمضان المبارک کے مہینے میں اپنے آپس پر ضرور آتی ہے۔

لکھا ہے۔ رمضان المبارک کے احترام میں ہوٹل بند ہے۔ کھانا کھانے کے لئے پچھلے دروازے سے ۴

ہماری قوم کی اصل: قسمتی یہ ہے کہ ہم نے الیٹو، نالیٹو اور نالیٹو کو الیٹو میں تبدیل کر لیا ہے۔ ہم امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیتے ہیں اور پھر سکتے۔ رے میں فتویٰ پوچھتے ہیں کہ اسے جلائے ہے۔ کئے جلائے ہے۔ (22)

اور یہی: کسی قوم کے ذہنی زوال کا۔ (۲۳) ہے کہ ایسا دانستہ ہوئے ہے۔ اور رفتہ رفتہ غیر محسوساتی طور پر وہ ہمارے کردار کا خاص بن جاتی ہے۔ اور ہمارا اجتماعی کردار نیچے سے اوپر کی سطح تک۔ مشکوک، غیر اخلاقی اور غیر قابل فہم ہو چکا ہے۔ پھر ہمارے قول و فعل کے تضادات میں لگاتار فرق رہتا ہونے لگتا ہے۔ ہماری بے سستی راہ را سے ہٹا کر گویا۔ اجتماع بے چینی، بے یقینی، عدم تحفظ اور خوفزدگی کا شکار بنادیتی ہے۔

یہ ۱۱ ازایہ طرز نگار کے قلم کا ہے۔ جو سماج کے منفی عناصر کو ہی اپنی سماجی پہچان بنا کر اسے نگاہ کی بخش قرار دیتا ہے۔ یہی مرحلہ درحقیقت ہمیں جھنجھوڑنے اور بیدار کرنے کا ہے۔ لیکن ہماری حسی شہادت ۱۱۔ مخلص طرز نگار کے قلم کی ٹون۔ سمجھنے سے قاصر ہے جبکہ طرز نگار سماج کا ۱۱۔ ۱۱۔ یہ تہا کر ہمیں مسلسل ہمارا چہرہ دکھا رہا ہے۔

یہ ۱۲ م کا وہ رخ ہے۔ جو بظاہر مشرق تہذیب کا علمبردار ہے*۔ حیا اور عصمت کہلاتا ہے۔ لیکن تصویر اس مشرق کی گویا (پلٹ ہے۔ مشرق، مشرق ہے اور مغرب مغرب۔ لیکن* کستان میں بہر حال یہ ا-

دوسرے سے اچھی طرح بغل گیر ہیں۔ (25)

اور ایسا اس لئے ہے کہ ہم اپنی 90% دوسرے سے بے خبر اور تہذیبی لچاؤں تلے رہ رہے ہیں۔ ماڈرن اور بے گھلانے کا شوق ہم سے ہماری شناخت # چھین چکا ہے۔ لیکن ہم نہ صرف اس سے بے خبر ہیں۔ بلکہ خوشگوار ہم بھی ہیں۔

مصنف کا قلم اکثر ہنگامی اور فوری نوعیت کے معاہدات پر بے ساختہ اور کھل کر لکھتا ہے لیکن اب یوں لگتا ہے۔ کہ جیسے یہ فوری معاہدات E اور مستقل نوعیت کے حامل ہیں۔ & سے دلچسپ تجربہ بجلی کی آمد و رفت کا تھا۔ لوگ بیٹھے بیٹھے نے لگتے تھے چلی گئی اور کبھی آگئی۔ یہ دلچسپ ڈرامہ دن میں کچھ رکھ لیا جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ اس ڈرامے کی پوزیشن اور ڈراما کیشن واپس آئے پر دے۔ (26)

یہاں علامتی پیرائے میں بجلی کی آمد و رفت کو ڈرامہ اور اس ڈرامے کی پوزیشن اور ڈراما کیشن واپس آئے کے سرسج رہے ہیں۔ طنز کا یہ انتہائی انوکھا اور بے پیرائہ بیان ہے۔ جس کے خالق بلاشبہ قاسمی صا # جیسے اے۔ فطری تخلیق کار ہی ہو # ہیں جن کا قلم ذہان کی کوکھ سے اپنے رے سمیٹا ہے۔

بحیثیت طنز نگار # آپ کا قلم چلتا ہے۔ تو پھر معاشرے کی عکاسی اے۔ تصاویری جھلکیوں کی ما # ہونے لگتی ہے۔ پھر وہ خود کو بھی اسے میلے کا حصہ سمجھتا ہے جس کی حا # زار سے بیزار ہے۔

اللہ جانے کون لوگ ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری قوم شکر ہے۔ حالانکہ جتنا شکر ہم لوگ ادا کرتے ہیں۔ شکر ہی کسی اور قوم کے افراد کرتے ہوں امریکا سپورٹ ملے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔ گزشتہ 54 سالوں میں جو حکمران # ہم نے اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا #۔ قیوں کو چھوڑیں میرا اپنا بھی یہی معاملہ ہے۔ کہ اے۔ ماہ قبل دو & کی بیٹی کی شادی کے موقع پر اے۔ حاکم نے مجھ سے ہاتھ 5۔ اور پوچھا، قاسمی صا # مزاج کیسے ہیں۔ اس وقت سے میں مسلسل شکر ہے۔ وردگار کا کہنا جا رہا ہوں۔ اے۔ ماہ سے میں نے اپنا وہ ہاتھ نہیں دھوئے۔ بس روزانہ اس پوپ فیوم چمڑک 8 ہوں (27)

اور اے۔ بہترین طنز نگار کی C دی شناخت # یہ ہے۔ کہ وہ کسی # یہ پھانپ کھڑا ہو کر معاشرے کے عیب نہیں گنتا۔ بلکہ خود کو بھی وہ اسی ہجوم کا حصہ سمجھتا ہے۔ جس کو دور & اس کے پیش آ ہے اے وہ ایسا نہ کرے۔ تو اس کی طنز نگاری قص اور غیر معیاری ہے۔ ایسے میں اس کے طنز کا ہتھیار کارآمد نہیں۔ بلکہ غیر موثر ہو جاتا ہے اور وہ واعظ بے عیب بن کر اپنے سماج سے کٹا ہوا اور اس کج بحث نکتہ چینی کہلاتی ہے۔ انہوں نے سماجی عیوب کو گناتے ہوئے خود کو اسی کا حصہ بنایا ہے۔» یے میں۔ "اللہ دین کے جن کا زوال" میں لکھتے ہیں۔

میں بڑے کروفر والا جن تھا۔ 1 میرے آقاؤں نے مجھے کمزور کر ڈیا۔ (28)

یہ اے۔ طویل مضمون ہے۔ جس میں جن کی طاقت سے مراد درحقیقت ملت اسلامیہ کی ان گنت داخلی اور بیرونی خوبیاں اور وہ # ہے، کروفر اور شان و شوکتی جو اقوام عالم کے دل دہلا رہی تھی لیکن رفتہ رفتہ مسلمانوں کے روحانی اخلاقی اور عملی کردار کے زوال اپنے ان

لازوال خصائص کو پھو۔ ڈالا۔ اور پھر وہی بت ہوئی کہ * سے زمیں پہ آسمان نے ہم کو دے مارا۔ طغزنگار قاسمی صا # کا قلم بی صاف گوئی سے سماج کے نیچے ادھیڑ ہے۔

"ڈیڈ یہ فیملی سٹم کیا ہوا ہے۔"

W یہ کبھی ہوا تھا اس میں ا۔ * پ ہوا تھا ا۔ ماں ہوتی تھی۔ ان کے بچے ہوتے تھے V رشتہ دار بھی آتے تھے یہ & ا۔ دوسرے سے بگڑتے بھی تھے 1 اس کے وجود ان کی خوشیاں اور دکھ سانبھے ہوتے تھے۔

ڈیڈ! آپ کے زمانے میں اولڈ ٹیپلز ہوم ہوتے تھے۔

W نہیں!

تو پھر آپ لوگ بوڑھوں کو کہاں جمع کرواتے تھے۔

ان کی بہت دیکھ بھال کرتے تھے۔ ان کی دعا N یہ تھے۔

ڈیڈ یہ دعا N کیا ہوتی ہیں۔

W یہ کبھی ہوتی تھیں۔ خیر چھوڑو۔۔۔

ڈیڈ تو گویا آپ لوگوں کے پس فرد کی آزادی کا کوئی تصور نہیں تھا آپکو بوڑھوں کے جو نچلے۔ دا * & کو۔

پٹے تھے کنبے کا سر۔ اہ گاڈ فار ہوا تھا۔ جو ہر ا۔ پ حکم تھا۔

W ایسا نہیں تھا تم اس سوسائٹی کو 1۔ سر اپنے ڈیڈ کو لوک دیتا ہے اور g پ کر اس کا N بناتے

ہوئے کہتا ہے۔ اوہ چیزز، شکر ہے میں اس زمانے میں پیدا نہیں ہوا تھا۔ (29)

نئی اور پ۔ انی نسلوں کے درمیان کتنی ذہنی دوری اور خیالات۔ ہم متصادم ہیں۔ جن کی زد میں آ کر تمدن کی دجیاں اڑ رہی ہیں۔

تہذیب *۔ م ماتم کناں ہے۔ یہ مشرق کا وہی خاکہ انی اور روحانی زوال ہے۔ جس کی زد میں آ کر خاکہ ان کا اتھاڑ پڑ رہا ہے۔ رگوں کا

احترام پال ہو چکا ہے۔ ہم مکمل طور پر مغرب زدگی کا شکار ہو کر اپنے 90 وں اور روڈیات سے 1 چکے ہیں اس ٹوٹ پھوٹ میں کہیں۔ رگ

نئی ± سے سر آ اور کہیں نئی ± اپنے رگوں کے کمالات کو سمجھنے سے قاصر ہے۔

C! آپ اس قدر صدقہ زکوٰۃ اور خیرات دیتے ہیں جتنی مراعات آپ اپنے مزدوروں کو دے رہے ہیں۔

آ اس سے آدھی مراعات بھی آپ ان کی شرائط 5 زمت میں شامل کر دیں۔ تو اس سے ان کی افلا محروع

ہونے سے بچ جائے (30)

صنعت کار۔ وہ تو ٹھیک ہے W۔ پھر ہمیں متحیر کون کہے گا۔

مصنف نے دوستوں کے مابین قول و فعل کے تضاد اور افہام و تفہیم کی جس کمی کا ذکر کیا ہے۔ یہی عمیق مشاہدہ ہے۔ مصنف

سوسائٹی کے زوال کے لئے صرف نوجوان ± کو مورد الزام قرار نہیں دیتا۔ بلکہ ہم میں سے ہر عمر اور ہر طبقے کا فرد کہیں نہ کہیں کچھ نہ کچھ بھول رہا ہے۔ ایہ دوسرے کو مورد الزام ٹھہرا کر وہ خود • نے کیسے۔ اور کیونکر اپنی ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہ۔ آئیں ہوتے اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ طنز نگار، بی صاف گوئی اور بچہ کی کے ساتھ اپنا تہمت کہنے کا حوصلہ اور حق رآ ہے۔

کامیاب عاشقوں میں وکیلوں کا یہ آ وہ شامل ہے۔ جو قاتل اور مقتول دونوں کا مقدمہ، بی کامیابی سے لڑتے ہیں۔ استاد ہیں جو فرعون پہ لعنت بھیجتے ہیں اور کالجوں میں موسیٰ کی پیدائش روکنے کا فریضہ بھی ڈیتے ہیں۔ ننداری سے ا • م دیتے ہیں کچھ علی ہیں۔ جو حسین کا اسوہ بیان کرتے ہیں اور ہر دور میں بی کی صفوں میں بھی آتے ہیں۔ (31)

گلی قاسمی صا # نے سوسائٹی کے زوال اور اس کی ہر دہ رگہ اپنی انگلی رکھ دی ہے۔ قاسمی صا # کی یہ اور قابل قدر خوبی یہ ہے۔ کہ وہ دوسروں کے • ڈپٹی جانے والی کسی خوبی اور حسن سیرت کے پہلو کو نہ تو آ # از کرتے ہیں۔ اور نہ اس کے اظہار میں کنجوسی سے کام لیتے ہیں اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ طنز نگار ہمیشہ دوسروں کے منہ پر پلوؤں کا بگل بچاتا اور اچھائیوں کی دہ پوشی کرتا ہے۔ لیکن کسی طرح بھی قاسمی صا # یہ تہمت صادق نہیں آتی » الحق قاسمی اور سید ضمیر جعفری • کستانی مندوبین کے طوبہ حیدر • دکن عالمی طنز و مزاح کی کاٹس میں شریک کے لئے گئے پندرہ روزہ قیام تھا ایسے میں K ن کو یہ دوسرے کے ساتھ نشست و جا کرتے ہوئے یہ دوسرے کو سمجھنے اور پ کے ایسے مواقع ملتے ہیں۔ جو فاصلے اور دوڑیں ہمیں مہیا نہیں کر سکتیں۔ اور K ن یوں بھی نہ گی میں دوسروں کے ساتھ یہ خاص رکھ رکھاؤ اور قرینے سے ملتا ہے۔ لیکن قاسمی صا # ان الفاظ میں ضمیر جعفری صا # کے لئے رقمطراز ہیں۔ انہی پندرہ دنوں میں، میں نے اس سید • دشاہ کو ڈیٹ کیا۔ # کبھی میری آچھکی۔ میں نے انہیں سجدے میں دیکھا۔ ضمیر صا # کی • گی اور ذہن کی لغت میں K ن کو خانوں میں • والے پیمانوں کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی (32)

یہ قاسمی صا # کے الفاظ ہیں۔ ایہ • دے ادیب کے دوسرے • دے ادیب کے لئے جس میں بی وسعت قلبی اور ستائش کا پہلو موجود ہے۔ اس سے جعفری صا # کی سیرت کو کردار کا نکھار تو سامنے آتا ہی ہے۔ لیکن مصنف کی قدآور شخصیت بھی کھل کر سامنے آتی ہے۔ اس طرح اس قاری اور محقق کے لئے بھی مثبت مطالعہ اور تحقیق کے اعلیٰ معیار کی بی گنجائش ہے۔ جو مستقبل میں ادبی شخصیات سے متعلق اہل را • مواد جمع کریں گے۔

قاسمی صا # لفظ کی معنی سے موقع محل کے مطابق یہ نئی صورت حال پیدا بھی پیدا کرتے ہیں۔ جہاں لفظ اپنے مختلف معنی اور پس منظر کے ساتھ سامنے آتا ہے۔ اس سے یوں لگتا ہے۔ کہ جیسے یہ مصنف کی فوری ذہانیت کا گلی رد عمل ہے۔ سید ضمیر جعفری کو اسلام • دفون کرنے کے لئے میں نے نمبر گھٹا۔۔۔ مطلب یہ کہ ضمیر کی تلاش کا خیال تمہیں کیونکر • بھولی بری چیزیں K ن کو ایسے ہتھیار نہیں • کرتیں۔ ڈاکٹر صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور

فون منقطع H (33)

اس فوری ذہان \$ کے عمل میں دوسرا مخاطب کردار بھی اس نئے معنی و مفہوم کو پیدا کرنے میں حصہ داتا ہے۔ یہ اسلوبیاتی سطح کبھی طنز اور کبھی مزاح کی ای۔ نئی کیفیت کو جنم دیتا ہے۔ اور اس طر i کار سے یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ مزاح نگار / طنز نگار لفظ کو مختلف زاویوں سے کھیلتا اور بتاتا ہے۔ اور بعض اوقات اس صورت حال سے فوراً کوئی نئی کیفیت نئی معنی \$ کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ مصنف کا قلم خالص مزاح کے حوالے سے بھی اپنی مثال آپ ہے۔ خالص مزاح نہ تو مکمل طوبہ اصلاح اور M چاہتا ہے۔ اور نہ اس میں ای۔ جھنجھلائے ہوئے طنز نگار کی اکتاہٹ موجود ہوتی ہے۔ بلکہ اسے دوسروں لفظوں میں کہا جاسکتا ہے۔ کہ مصنف اپنے سوسائٹی کے منفی رویوں سے پٹے ہوئے افراد کو ہنسنے ہنسانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ مزاح کے اس طر i کار سے مصنف اپنی سوسائٹی کے مایوس تھکے ے اور سازگار حالات کی چٹکی میں پسے ہوئے راض فرد کو اپنے ساتھ ہنستا اور خود بھی ہنستا ہے۔

وصیت: ے کے مضمون "کتے" میں لکھتے ہیں میری گلی میں تین کتے ایسے ہیں جن سے میں بہت ڈرتا ہوں ان میں سے ای۔ کتاب و فیسر مہدی حسن کا ہے۔ دوسرا کتا کنول فیروز کا ہے۔ اور تیسرا کتا ممتاز گیلانی کا ہے۔ پ۔ و فیسر مہدی کے کتے سے میرا اہرا & واسطہ نہیں پڑتا۔ 1 وہ اکثر مجھ سے فری ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ (34)

مزاح کا یہ طر i قاری کو فوری طوبہ ہنسی اور مسکراہٹ کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ایسے میں مزاح نگار اور قاری ای۔ ہی سطح عمل اور رد عمل کی کیفیت کو محسوس کرتے ہیں۔ اور کبھی کبھار مزاحیہ کیفیت کے اس ر۔ میں لگدی بھی پیدا ہونے لگتی ہے۔ عمر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

میں ای۔ 00 واں بہن بھائی کو جا } ہوں۔ بھائی 45. س کا ہو چکا ہے۔ جبکہ اس کے 00 واں بہن ابھی۔۔

24. س کی ہے۔ (35)

یہاں نہ طنز کی کیفیت ہے۔ اور نہ مزاح کی تہہ لگاتی کیفیت۔ بلکہ مزاح نگار قاری کو لمحہ بھر کے لیے شعور بنانے کے عمل سے آرتے ہیں کچھ ایسا ر۔ یہاں بھی موجود ہے۔ ہنسنا ڈ۔ ا ہے میں سا N کو ڈے شاہ کے تعویذ میں لکھتے ہیں۔ ای۔ حکیم صا # کا پتہ جو غذا کے ذریعے علاج کرتے ہیں۔ آ دے کے مریضوں کو بے گوش & کے کباب، دل کے مریضوں کو دیسی گھی اور 4 ے، شوا کے مریضوں کو روزانہ دو چار کلو آم کھانے کا مشورہ دیتے ہیں ان کچھ پس مریضوں کا رش ہوتا ہے۔ جا کر دیکھوں گا کہ وہ مریض ہوتے ہیں مریضوں کے لواحقین اور ڈ۔ ہوتے ہیں (36)

قاری کو اس طرح شعور بنانے کا عمل ہلکا پھلکا ضرور ہے۔ لیکن آ قاری یہاں بھی سنجیدگی سے کام نہیں 8 اور پھر مزاح نگار شعور بن کر قاری کو کچھ اور دیے کے لئے ہنسنے کے مواقع فراہم کرتا ہے۔ کہ قاری کے دل دماغ سوسائٹی کے بے اعتدال رویوں کی جو دھول مٹی جی

ہوئی ہے۔ وہ اس خالص مزاج اور مسکراہٹ سے ڈھلتی رہے۔

پہلا سامنا ریٹ ہاؤس کے اٹینڈنٹ سے ہوا۔ جس کے متعلق ہمیں علم نہ تھا کہ وہ ہکلا ہے۔ بلکہ بہت ہی ہکلا ہے۔ اس کا # ازہ مجھے اس وقت ہوا۔ # میں نے اس کا م پوچھا تو وہ اپنا م بتانے کی کوشش میں مصروف ہوا۔ (37)

قاسمی صا # کے یہاں خالص مزاج کے کئی ر۔ کئی روپ اور قصہ درقصہ پھیلتے ہوئے سلسلے ہیں۔ یہی وہ ہتھیار ہے۔ کہ قاری انتہائی دلچسپی سے مزاج نگار کے ساتھ قدم بہ قدم چلتا جاتا ہے۔ اور ایسے میں اسے ہنسی، مزاق اور مسکراہٹ کے کئی مواقع ہاتھ آتے ہیں۔ * کستانی لوگ A سے بچنے کے لئے کالے ر۔ کا استعمال کرتے ہیں۔ مجھے شبہ ہے۔ کہ شبہ A سے بچنے کے لئے گوڑیوں کا لون کو ساتھ لئے پھرتی ہیں (38)

مزاج کے اس ر۔ میں سوسائٹی کی کئی توہمات کا کرہ بھی ہلکے ہلکے # از میں ہوتا جاتا ہے۔ آ دیکھا جائے تو اس طرح کے مزاج کو پیدا کرنے میں مزاج نگار کوڑی دھنسا ہوتا ہے۔ نہ تو طنز کا کارآمد دار اور نہ مزاج کی شدت۔ بلکہ درمیانی کیفیت اور اعتدال کی حا # میں مزاج نگار کو احتیاط کے ساتھ قاری کے ساتھ چلنا پڑتا ہے۔ اس کی & سے ہنسی اور نتیجہ خیز صورت حال مصنف اور قاری دونوں کا ا۔ یہی سطح سوچنا، عمل اور رد عمل سے ہمکنار ہوتا ہے۔ اور قاری اپنے آپ کی روزمرہ حقیقی # کی کواز خود مطالعہ، مشاہدہ اور بعض اوقات تجربہ بھی کھتا ہے۔

جوتہ ۱۹۶۰ء کی رسم شادی بیاہ کے علاوہ ہر جمعہ کو مسجدوں کے ہر بھی ادا کی جاتی ہے۔ اور یہ رسم سالیانہ نہیں سالے ادا کرتے ہیں۔ (39)

یہاں ا۔ مرتبہ پھر لفظ اپنی ہم رنگی کے (۱) معنی # سے دو چار ہوتا ہے۔ مزاج کا ر۔ بھی * اور اس کے استعمال کا رد عمل بھی انوکھا۔ اس طرح کے طر ا کا رکا ا۔ سرامصنف کی فطری ذہانت اور مزاج پیدا کرنے کی فوری جس سے # ہوتا ہے۔ اور قاری مزاج کی اس ب۔ ت سے فوری حظ اٹھاتا ہے۔ کچھ اس طرح کی کیفیت یہاں بھی موجود ہے۔

وہ اپنے والد کی میت کے متعلق گفتگو کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ پورے نو من گھ ۹۶ بج ہوا ہے۔ اس سے میں نے # ازہ لگا کہ شبہ # مردوں کو قتل کے ذہن کیا جاتا ہے۔ (40)

اس طر ا کی کیفیت کو رقم کرتے ہوئے مصنف کا قلم قدرے سنجیدہ ہونے لگتا ہے قاری کو شعور سمجھتے ہوئے وہ اسے آپس کی # کی کے حقائق کی طرف متوجہ کھتا ہے۔ وہ حقائق جہاں ہم غیر ذمہ دار اور غیر اسلامی رسومات کے غلام آتے ہیں ہم میں سے & جا... ہیں کہ یہ طر ا کا ر نہ صرف غلط ہے۔ بلکہ اجتماعی سطح سوسائٹی کو گھن کی طرح چاٹ رہا ہے لیکن ہم پھر بھی اس سختی سے کاربند اور اس کا ذکر احساس تقا # کے ساتھ کرتے ہیں۔ لیکن مزاج نگار پھر بھی نہ تو طنز کھتا ہے۔ اور نہ قاری کے لئے کوئی ہدایت # مہ جاری کھتا ہے۔ بلکہ مزاج کا ا۔ فطری بہاؤ ہے۔ ہنسی کا ا۔ تسلسل ہے جس میں مزاج نگار اور قاری دونوں ا۔ سطح سوچتے، ا۔ دوسرے کو مخاطب ہو کر دیکھتے

اور پھر ان کے شعور کو ایہ تحریر ملتی ہے۔ اور تحریر ہے سنجیدہ آئی کے ساتھ اپنے آپ کی نگاہ کی کا مطالعہ اور مشاہدہ کثرت اور کرتے رہنا۔ ایسی کیفیت جس میں غفلت کی گنجائش نہیں رہتی اور اسی کیفیت سے پھر رفتہ رفتہ طنز لطیف پیدا ہونے لگتا ہے۔

قاسمی صاحب کے اکثر جملے ایسے ہوتے ہیں جن کے رچھپا طنز محسوس کر کے قاری فوری طور پر اپنا جالہٴ B ہے۔ اور وہ کیفیت کچھ ایسی ہوتی ہے۔ کہ K جیسے کسی کھوئی ہوئی شے کو تلاش کرتے ہوئے اپنی جیبوں میں ہاتھ مارے سمجھے کہ کچھ H۔ لیکن پھر وہ آ ازکی ہوئی شے اسی A سے ہی آدہ ہو جائے درحقیقت A سے آدہ ہونے والی وہ شے ہمارے ر موجود کہیں نہ کہیں رویوں کی بے اعتدالی اور کثرت ہی ہوتی ہے اور احساس ہونے پر ہم خود R ہی R شرمندہ ہونے لگتے ہیں۔

ہم یورہ لوگ موت سے ڈیہ خوفزدہ رہتے ہیں۔ جبکہ پاکستانی قوم کے دل کے کسی گوشے میں مجھے موت کا خوف آ نہیں۔ یہ بہادر لوگ ہر محاذ پر اپنی جوانمردی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ خصوصاً تیز رفتار یلک والی سڑک پر اطمینان قلب کے ساتھ یہ لوگ سڑک پر ر کرتے ہیں۔ اسے دیکھ کر کار کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔ (41)

یہ طنز کا انوکھا اور اچھٹا طرہ کار ہے۔ جس میں شدت نہیں۔ لیکن احساس شدت ضرور موجود ہے۔ الفاظ کا چناؤ شدت نہ سہی۔ لیکن فکری سطح پر سنجیدگی کا پہلو ہٹھنے لگتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ ہماری بے حسی کو جھنجھوٹ اور احساس دلانے کے لئے متحرک ہونے لگتا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ قوم B سے پہلے اپنے روزمرہ معمولات میں غیر سنجیدہ ہوتی ہے۔ اور غیر محتاط ہو کر نہ کی کوہ تنے کا طرہ کار اختیار کرتی ہے۔ احساس ذمہ داری کی دھجیاں اڑتی ہیں اور B وہ خود سے مکمل طور پر بے حسی اختیار کر لیتی ہے۔ B قومی سادت کے رطاب ہونے کا مرحلہ ہے۔

دونوں کے ڈرائیور یا دوسرے کو بچھا... ہیں۔ پھر اپنی اپنی گاڑیوں چوراہے میں روک کثرت ہر 3 ہیں۔ گلے ملتے ہیں۔ بھولی برس بھر دیں دہرانے لگتے ہیں۔ اس دوران یلک جام بھی ہو جاتا ہے۔ اور بعض مادہ B قسم کے لوگ ہارن بجا کر اپنی بے صبری اور بے مروتی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ 1 ان دوستوں کی گفتگو میں خلل نہیں پڑتا۔ اکمال کا معاشرہ ہے۔ (42)

یہاں ایہ مخصوص فکری پہلو کو تحریر دینے کے ساتھ ساتھ مزاح کا پہلو بھی ازخود لایا ہو جاتا ہے۔ جس سے ہر طبقہ فکر محفوظ ہوتا ہے۔

People of all ages and cultures respond to humour. The majority of people are able to experience humour to be amused to laugh or smile at something funny, and thus they are considered to have a sense of humour" (43).

یہاں اے۔ مخصوص صورت حال میں معاشرے کو کمال کے درجے پہ دیکھنا اور کہنا دراصل مصنف کے قلم میں رفتہ رفتہ غم و غصہ کی کیفیت کو پیدا کرتا ہے۔ یہاں مصنف کے # از تکلم میں افسوس کے ساتھ ساتھ جھنجھلاہٹ کا رنگ بھی رہا ہوا ہے اسی طرح کی کیفیت یہاں بھی مصنف محسوس کرتا اور پھر اس کا اظہار بھی کرتا ہے۔

تختے دیئے کستانوں کے کچر میں ہے۔ حتی کہ راہ چلتے ہوئے آ کوئی یق کا اہلکار نہیں روکتا ہے۔ تو اسے بھی کچھ نہ کچھ ضرورت تھادیتے ہیں۔ (44)

یہ روزمرہ کی بے قاعدگیوں ہیں جو ہمیں آہستہ آہستہ اپنے گوہر مقصود سے دور کرتی جاتی ہیں۔ ہمارے قول و فعل کا تضاد اور کی کی بے اعتدالی کا رنگ گہرا ہونے لگتا ہے۔ اور اس میں ہم میں سے ہر ایک اپنا حصہ ڈالتا ہے۔ کی کی بے حسی اور اے۔ طرح سے سطحی سوچ ہمارے دامن گیر ہو جاتی ہے۔

* کستانی گوہ کے بہت شوقین ہیں۔ میں نے اے۔ دو سے پوچھا سبزیوں میں سے کون سی سبزی سے زیادہ پسند ہے۔ بولاسبزیوں میں میری پسندیدہ سبزی گوہ ہے (45)

قاسمی صا # کے یہاں تہہ داری اور فکر کی گہرائی کا پہلو دی حیثیت کا حامل ہے۔ یہ نہ صرف ان کے موضوع میں ہے، بلکہ اسلوب کی بھی خوبی ہے۔ ایسے مواقع پر قاری کو اپنی ذہنی صلاحیتوں کی آزمائش سے بھی آہستہ آہستہ ہے۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ قاسمی صا # کا قاری وہ ہے جو بظاہر اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ بھی ہو لیکن کی کا شعور اور حالات کو سمجھنے کا سلیقہ ضرور حاصل ہو۔

عید کے روز موچی ادھر کھان سبھی قصائی بن جاتے ہیں اس کے علاوہ سبزی فروش عام دکا اور وغیرہ سے اپنی چھڑیں تیز کرتے ہیں یقیناً ہر فن مولا لوگ ہیں۔ ورنہ ہمارے ہاں تو سپلائی اتنی بھجی ہے کہ دا N اور N نختے کے علیحدہ علیحدہ ہیں (46)

یہی کی کی تفہیم ہے اور اسی کو تجرباتی اور تقابلی طریقہ کار کہا جاتا ہے۔ ایسے فن کا مطالعہ کرنے والا قاری وقت کے دھارے کے ساتھ ساتھ بہتا نہیں۔ بلکہ بعض اوقات وقت کے دھارے کو روکنے کی کوشش بھی کرتا ہے۔ اور آ ایسا نہ کر سکے۔ تو وہ حالات کی کئی رخی تصویر کو سمجھنے اور سمجھنے کا شعور ضرور ڈھپا ہے۔

ہمارے ہاں مکئی کی روٹی مغرب میں bread ہوتی ہے۔ گندم کی روٹی ہوتی ہے۔ بیسن کی روٹی ہوتی ہے۔ لیکن پاکستان میں جس روٹی کا ذکر بہت عام ہے وہ عزت کی روٹی ہے۔ جس کا میں ذکر ہی 77 رہا۔ کسی کو کھاتے نہیں دیکھا۔ مجرا کرتی ہوئی طوائف سے پوچھا، کہ تم فلموں میں کام کیوں نہیں کرتیں۔ جواب 5، کہ کیا ضرورت ہے۔ اللہ یہیں عزت کی روٹی دے رہا ہے۔ (47)

ان کی تحریروں میں ان کے قومی بے سے سرشاری کا پہلو سے زیادہ اہم ہے کہیں طنز کہیں طنز شدید کہیں محض مزاح اور کہیں سوچ کا * زاویہ متحرک ہے۔

لہذا ہمارے ہاں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے بغیر کوئی مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور لوگوں کے بغیر کوئی

* ریمینٹ بھی مکمل نہیں ہوتی۔ (48)

وہ اپنی فکر کے 90% حاذق کو بہ قومیت سے نمونہ بنائے۔ پ ہیں اور بعض اوقات اس بہ قومیت کے 40% رشتی پہلوؤں کو غیر ملکی کس سے دیکھتے ہیں۔ قاسمی صا # اس پہ بھی اپنے ہم وطنوں کا صرف شانہ ہلا دیتے ہیں اور بس!

یہاں کے لوگ بہت اچھے ہیں۔ امریکی نوجوان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ اس سے صرف

راستہ پوچھو۔ تو وہ گھرتا۔ چھوڑ کر آتے ہیں (49)

یہاں ہماری اجتماعی ذہنیت کے ایک مخصوص رنگ۔ یہ طرز کا پہلو موجود ہے۔ جس سے غیر ملکی۔ آگاہ ہیں۔ بظاہر اچھائی لیکن در حقیقت ایک منفی پہلو کی جاسکتی ہے۔ مصنف اشارہ کرتا ہے۔ مزاح کا ایک دہکار ادبی ذاتی سطح سے متعلق ہے۔ ایک دہکار ملکی، قومی۔ اجتماعی سطح سے علاقہ رکھتا ہے اور ایک عالمی سطح کے مخصوص طرز عمل اور بین الاقوامی سوچ کے پس منظر سے جنم لے رہا ہے۔ ایسے مواقع پہ قاسمی صا # کا طر ا کا اور ان کے جملوں کی معنی، دی واضح، جامع، اہر اور بے شک ہوتی ہے۔

میں نے ان کے گدا گدا کی مدد کی، کیونکہ یہ امریکی تھے اور میں پاکستانی تھا۔ فرق صرف یہ تھا۔ کہ یہ

ادی گدا تھے، ہم من حیث القوم گدا ہیں (50)

یہاں طرز کار۔ گہرا ہونے لگتا ہے۔ یہاں مصنف ہمیں وہ تصویر دکھاتا چاہتا ہے۔ جو ہماری اجتماعی شناخت # بن کر ہمارے گلے میں لٹک رہی ہے۔ لیکن ہم اس پہ بھی نہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اور نہ آ میں چار کرتے ہیں۔ اور بعض اوقات ہمارا یہ طریقہ کار ہمیں شرف M K سے بھی آدیتا ہے۔ ہم میں سے کون اس رتبہ پہ فائز ہے۔ اور کون محض خود فر کا شکار۔

بھولا ڈنگر خود کو ڈنگر قرار نہیں دیتا۔ وہ اپنے دوستوں کو اس بات کا قائل کرنے میں لگا رہتا ہے۔ کہ

K صرف مراعاتیہ فتنہ طبقہ کے لوگ ہوتے ہیں۔ (51)

اس طرح کے مواقع پہ قاسمی صا # کے دلچسپ میں شدید طرز پیدا ہونے لگتا ہے۔ معاشرتی زندگی میں K نوں کی طبقاتی تقسیم، مراعات کی تقسیم اور دی K نی حقوق کا سوال یقیناً ایک سوالیہ ن بنے لگتا ہے۔ اور جو رفتہ رفتہ خود اپنا جواب تلاش کرتا ہے۔ کہ آ سوسائٹی میں تمام لوگ K ہی بستے ہیں تو پھر کے ساتھ ایک جیسا سلوک کیوں نہیں کیا جاسکتا۔ مراعات کے ضمن میں تفریق کا پہلو کیوں سراٹھانے لگتا ہے۔ وہ بھی ہیں۔ جنہیں سرچھپانے کی جگہ نہیں ملتی۔ دوسری طرف مصنف کی نگاہ یہاں بھی پہنچتی ہے۔

موصوف لاہور میں اپنی چھ کنال کی کوٹھی میں ایک بیوی اور دو کتوں کے ساتھ رہتے تھے۔ (52)

در اصل یہی معاشرے کا مراعاتیہ فتنہ طبقہ کہلا سکتا ہے اور دوسرے لفظوں میں یہی K کہلانے کے مستحق ہیں۔ قی تمام بھولا ڈنگر ہیں اور بھولا ڈنگر ہی رہیں گے۔ کیونکہ وہ پیدا ہی اسی لئے ہوئے ہیں۔ کہ ان کے وجود سے مراعاتیہ فتنہ طبقہ کو اپنے ہونے کی گواہی اور سند ملتی رہتی ہے۔

«الحق قاسمی سماجی بے راہ روی اور اجتماعی رویوں کی بے اعتدالی کو روزمرہ حالات واقعات کے پس منظر میں ہی نہیں دیکھتے۔ بلکہ خاص خاص قومی تہواروں اور مذہبی تہواروں کے اہتمام کے حوالے سے بھی انتہائی رے۔ بنی کے ساتھ مشاہدہ کرتے اور طنز شدید کے ساتھ اس کا محاکمہ بھی کرتے ہیں آ۔ چہ الفاظ کے انتخاب میں شدت نہیں آتی۔ لیکن فکری سطح قاری کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

دی عید کے متعلق پتہ ، کہ یہ اگلی چھوٹی عید۔ چلتی ہے۔ دی عید کی ان خوشیوں کا دورا 6۔ مہانے کے

لئے فریہ استعمال کیے جاتے ہیں (53)

یہ ہماری سوسائٹی کے مہاد عزت داروں کا۔ اٹا۔ چہ ہے۔ جن کا طریقہ کار مستقل دی دلد۔ اپنے دین و اخلاق کی دی دی پچان سے کٹا جا رہا ہے۔ ان کے ہر طر ا کار میں قصع ا ہے۔ اور کبھی مصنف اپنی کھوکھلی سوسائٹی کا ذکر کرتے ہوئے مغرب کے اٹا چہ کے اصل جھلک بھی دکھاتے ہیں۔ جس کے یقیناً ہم مشرق والے ہر دل سے پیردار ہیں۔ ہفتہ صحت کے حوالے سے "ہنسارڈ" ا ہے "میں لکھتے ہیں۔

مغرب میں یوم والدین منایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس سوسائٹی میں والدین سے اولاد کا تعلق ختم ہوتا جاتا ہے۔ کیلچرزم میں K نی رشتوں کی ویسے بھی ڈیہ اہمیت نہیں ہوتی۔ چنانچہ۔ #۔ والدین کے "ہڈ پیر" سلامت ہوتے ہیں۔ وہ اپنی روزی خود کھاتے ہیں۔ # وہ رہ جاتے ہیں۔ تو سوشل سیکورٹی آجاتے ہیں۔ اور۔ #۔ کل ہی رہ جاتے ہیں۔ تو ان کا کوئی سعادت مند ہے۔ کوئی فرمانبردار بیٹی انہیں اولڈ پیپلز ہوم میں جمع کرا آتی ہے۔ اور رسید حاصل کر لیتی ہے۔ کہ مبلغ ا۔ عہد ہٹا ہٹا ہی جمع کرا کے رسید حاصل کر لی گئی ہے۔ کہ سند ہے۔ خواہ بوقت ضرورت کام آئے نہ آئے۔ چنانچہ مغرب میں "یوم والدین" والدین کے ساتھ فوت شدہ رشتے کی میجائی کی کوشش ہے۔ (54)

مصنف نے خاص طور پر مغرب کی سوسائٹی اور اس کی اخلاقی قدروں کو یہاں اسلئے اٹا نہ طر بٹا ہے۔ کہ ہمیں شعور کو بیدار ہونے کا موقع ملے۔ کہ جس مغربی سوسائٹی کو ہم رول ماڈل بنارہے ہیں وہ خود کتنی سے کھوکھلی اور روحانی زوال کا شکار ہے۔

«الحق قاسمی ا۔ نئی ادبی مزاح نگاری کی روایہ ہی نہیں۔ بلکہ اس روایہ کے نی بھی ہیں۔ فر # اللہ بیک نے اپنی تہذیب و تمدن کی دگاروں کو آئندہ نسلوں کے لئے دی حفاظت اور محبت سے سمیٹا۔ جبکہ قاسمی صا # نے اپنی تہذیب R کے دگاروں کو اس طرح سے سمیٹنے کی کوشش کی ہے۔ کہ ان میں سے ہیرے اور پتھر الگ کر کے آئندہ نسلوں کو ا۔ شعور اور احساس کی دو) سے بھی سرفراز کیا ہے۔ B نے لاہور کا جغرافیہ لکھا۔ جبکہ قاسمی صا # کی نگاہ پورے ملک کے جغرافیہ پہ ہے۔ اسی طرح رشید احمد صدیقی نے ا۔ عاشق کی طرح علی ا ہ اور اس کی مخصوص تہذیب کی پستش کی۔ جبکہ قاسمی صا # کا محبوب ان کا ملک، قوم، تہذیب اور اس کے ڈکھ اور ٹکھ ہیں۔ گڑ۔ آپ اُردو مزاح نگاری کے رنخ سے ہوئے اور ادبی سطح ا۔ نئی ادبی مزاح نگاری کی روایہ کو متعارف کرواتے ہیں۔ اور ایسا اس لئے بھی ہے۔ کہ جس شخص کے حافظے میں حاجی اخباراں والا، کیفی پو & ماسٹر، رفیق عرف پھیکا اور رفیع موچی بستے ہیں۔ اور جو خود کو

غلہ منڈی* لہ پلکھو، راجوں کی حو، موقی، زار، کانواں والا محلہ اور کہاراں دی گلی کا حصہ سمجھتا ہے۔ اس کے فن کے ر۔ سچے اور سچے ہوتے ہیں۔ بقول احمد قاسمی

اردو مزاح کے زوال پڑا۔ معیاروں کو « الحق قاسمی نے بلاشبہ ا۔ * پھر عروج و ارتقاء کی راہ چ ڈال ڈی۔
ہے۔ اور یہ « کی بہت اہم ادب ر] « ہے۔ (55)

« الحق قاسمی کا مزاح گھر کے آنگن اس سے ہے ہوئے رشتوں کے رڈیوں، طرز عمل، آسودگی اور آسودگی سے جنم 8 ہے۔ اس آنگن سے پنے والا شعور گویا ان کا راہنما بن کر ان کے آگے آگے چلتا ہے۔ پھر وہ کسی مخصوص طبقے میں پسند انتخاب کے حامل افراد کے * پس نہیں نکلتے۔ اس کو ق ہیں نہ سناتے ہیں۔ بلکہ نگی کے میلے میں گم ہو جاتے ہیں۔ وہیں اپ انہیں میلہ بھرا ہوا ملتا ہے۔ خوشی، غم، دکھ، سکھ، آسودگی* آسودگی اسی میلے سے انتخاب ہو کر ان کے ساتھ چل پڑتی ہے۔ وہ سماج کی آج میں آج ڈالنا اپنا ہتھیار بناتے ہیں۔ کون ہے، کون چھٹا، کون سماج میں* م نہاد عزت دار ہے۔ اور کوئی گمشدہ فقیر راہ ر۔ کون عرش پ ہے۔ کون فرش پ۔ قاسمی صا # کے قلم کے متین شان نہیں، کہ وہ فن کی طنابوں کو * داری کے جھیلوں کی ر کر دیں۔ پھر ان کا قلم ب کی سے چلتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ عرش اور آفاق کی وسعتوں کو چا واز ہو جاتا ہے۔ یہیں ان کے قدم زمین سے تھوڑی د کے لئے اوچٹے اور فضاؤں میں تیرنے لگتے ہیں۔

قاسمی صا # کا خاص طر ا کا یہ ہے۔ کہ # حالات کی ستم ظریفی اور بے رحمی دیکھ کر ان کا قلم طنز اور طعشہ کی ہی اختیار کرنے لگتا ہے۔ تو فوراً مزاح و ظرافت کی دھیمی دھیمی آنچ اس طعشہ کی پیش کو ہوا کا لطیف جھونکا بن کر ملتی ہے۔ یہیں سے ان کی ادب کا راستہ مزاح نگاروں کی صف سے الگ ہونے لگتا ہے۔ ان کا یہ طر ا کا رد پ دہ اپنے ماحول ریت اور اہل وطن کے ساتھ ہمدردی اور اصلاح کے بے سے سرشار ہو کر انہی کے ساتھ چلتا اور اسی میلے میں سے ا۔ کردار بن جاتا ہے۔ جو ماحول سے ہم بھی ہے۔ اور ان کا ہمدرد بھی ہے۔ یہی خاص موڑ قاسمی صا # کو ہے۔ مزاح نگار بن جاتا ہے۔ کیونکہ مزاح نگار ادب کا سرچشمہ بن کر کسی بلند و بالا سے دوسروں کو واقف کرے گا۔ تو بلندی سے پستی میں کھڑے ہوئے تمام لوگ اسے قصص القصص N Ā گے۔ لیکن ا ا پ کھڑا یہی خواہ بلندی ا سے ا کر ان کے ہمراہ کھڑا ہو کر خود کو بھی طنز کا ن نہ بنائے گا۔ تو اس کا فن آفاقی، بے بے چارہ اور بے بے کی روح اخلاص سے عبارت ہوگی۔ اس حوالے سے قاسمی صا # نے اپنے کاٹ دار اسلوب سے کام لیا ہے۔ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

طنز کو نشتر سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ تو طنز نگار کو سر ج 6 ا ح قرار دیا جاتا ہے۔ اور یہی فریضہ « الحق قاسمی کامیابی سے سرا م دے رہا ہے۔ ا * پ کستانی معاشرہ ہسپتال کا وارڈ ہے۔ تو پھر "ڈاکٹر" « الحق قاسمی ماہر سر ج ہے۔ (56)

اسلوب کی کاٹ داری کا ا۔ ر۔ یہاں بھی 5 حہ کریں۔

میر* م زہرا لوی ولد قہر m لوی ہے۔ میرے ہاتھوں میں لاشی ہے۔ اور تم میری بھینس ہو (57)

اس کاٹ دار اسلوب کا ا بنظر غور مطالعہ کیا جائے۔ تو تمام کی تمام سوسائٹی اپنے رڈیوں میں زہر آلود اور زہر ک ہی ہو رہی ہے۔

ہر ایہ - دوسرے سے بگمان اور بے یقین ہو رہا ہے۔ اس کے دور دورہ - سنبھلنے کے مواقع بھی اس لئے نہیں آتے کہ اصلاح اور درستی کی طرف کوئی راغب نہیں ہو پڑتا، نہ ہر اور قہر دونوں ہم وزن الفاظ اور ذرا B میں / واہٹ اور سزا کے معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔ جس سے تمام سوسائٹی کی طرح نبرد آزما ہے۔ "لاٹھی" اور "بھینس" کا محاورہ از خود تمام سوسائٹی کے * عدم تحفظ اور عدم توازن کے عناصر کی * بی جامعیت کے ساتھ وضاحت # کر رہے ہیں۔ گلی طرنگار نے بی جامعیت اور اختصار کے ساتھ سوسائٹی کے داخلی، اخلاقی زوال کے تسلسل کی جیتی جاگتی تصویر کھینچی ہے۔ یہ «الحق قاسمی کا ہی کمال ہے۔ موضوع کی شدت کے * اکثر ان کے یہاں لہجہ تند اور تلخ بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ابتداء کا پہلو نہیں - انتظار حسین اس حوالے سے لکھتے ہیں۔

کالم میں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ لکھنے والا فقرہ کیسے لکھتا ہے۔ فقرے میں دھار ہونی چاہیے۔ یہ نہیں تو کالم نہیں لکھنا چاہیے۔ ابتداء آج کل کے کالم نگاری کا طرہ امتیاز ہے۔ «الحق قاسمی کی کالم نگاری میں اور طرے لگے ہیں۔ یہ طرہ نہیں ہے۔ (58)

مصنف کی تحریر کا - خاص اور نمایاں پہلو یہ ہے۔ کہ اس کے مجموعی مطالعہ سے آسانی مصنف کی آپ بچے اور شخصیت و کردار کے نمایاں پہلوؤں کو سمیٹا جاسکتا ہے۔ یہ عناصر بھی آئندہ محققین کے لئے * کے کارآمد اور مددگار * ہوں گے۔ اس طرح سے مر * نے والی سوانح آپ بچے میں سچائی اور فطری پن کے عناصر مقابلتا * دہہ ہوتے ہیں۔

ایہ - تو مجھے پہاڑی راستوں سے ویسے ہی ڈر لگتا ہے۔ دوسرے 1984ء میں اس سڑک پہ سے بس آرتے آرتے ہی بچا تھا۔ (59)

اس مزاحیرہ کے علاوہ مصنف نے سنجیدگی کے ساتھ بھی اپنی ابتدائی * کی کٹ * دوں کو سمیٹا ہے۔ " « بچے " میں بچپن سے - 5 قات میں لکھتے ہیں:

میں چار سال کا تھا۔ # اپنے خاندان کے ساتھ ہجرت کر کے دنیا * ڈی۔ اور یہاں کے گلی کوچوں میں ماہی - میں نے یہاں اپنی امی - تعلیم حاصل کی اور پھر لاہور * - دنیا *۔ جو میرا بچپن ہے۔ آج بھی منہ بھڑکا، اٹھکیلیاں کھڑے میرے پیچھے * ہے۔ ہم محلہ بکڑیہ نوالے میں رہتے تھے۔ اور اس کی جس گلی میں ہمارا مکان تھا اس کا * کوچہ لیرچو * تھا۔ اس کا - ایہ - مکان اور - ایہ - مکین میرے حافظے میں محفوظ ہے۔ # میں دنیا * کے قریب * سے آتا ہوں۔ تو دنیا * کی حدود شروع ہونے سے چناب کا پل آرتے - بچوں کی طرح اپنا سر کھڑکی سے ہر * ہوں۔ (60)

ان کی اکثر و بیشتر تحریروں میں مصنف کی پسند * پسند اور عملی * کی کے تلخ و شیریں کی * بی حقیقی اور سچی تصویریں ملتی ہیں۔ میں غالباً ان لوگوں میں سے ہوں۔ جن کے کان بلندی پہنچ کر بھی بند ہو جاتے ہیں۔ اور پستیوں کی جان * جاتے ہوئے بھی ان کی سادہ جواب دے جاتی ہے۔

مصنف کی مکالمہ نگاری اُن کی فطری جستہ گوئی کا ایہ اور حسن ہے۔ مکالمہ ہمیشہ تحریر کے طبعی اور روانی سے تشکیل پتے ہوئے اسلوب کے بطن سے جنم لے ہے۔ اے یہ موقع محل کے مطابق نہ ہو۔ غیر ضروری طوا ے اور ڈھیلے پن کا حامل ہو۔ تو لامحالہ تحریر کی قبا #C ہے۔ لیکن قاسمی صا # کے مکالموں کے لکھنے میں خاصا ے ہیں۔ کہ وہ موقع کی منا ے کے ساتھ ساتھ جامع، کردار کی فطرت کی منا ے سے فوری اور فطری طور پر اظہار پتے ہیں۔ اختصار کا پیرایہ ان میں مزید دلکشی پیدا کرتے ہے۔

آپ کو پتہ ہے میری عمر کتنی ہے؟

آپ تو ماشاء اللہ خاصے کھا گئے ہیں۔

آپ نے یہ لفظ اچھا استعمال نہیں کیا ہے۔ ہم شکر ہے۔ کہ آپ کو احساس ہے کہ میں خاصا ے۔ رگ ہوں۔ (61)

« بے میں خوش شیش پوری کے خط میں مکالمہ مزید خصائص کا حامل ہے۔

اے اس وقت کا # لنا ممکن ہوا تو پھر کیا کرو گے

پھر میں لا % پڑ کر خطرے کا اشارہ دوں گا۔۔۔

اے اس وقت تمہیں لا % بھی نہ ملی تو پھر کیا کرو گے۔

تو پھر میں اپنے چھوٹے بچے کو گھر سے لے آؤں گا

وہ بچہ وہاں کیا کرے گا۔۔۔

اسے گاڑیوں کی نگر دیکھنے کا بہت شوق ہے (62)

ان کے کردار اپنی گفتگو، جملوں اور فقروں کی ادائیگی میں کمال مہارت پر ہیں:

آپ کہاں سے آرہے ہیں؟

جی! گھر! انوالا سے آرہا ہوں

وہاں کس محلے میں رہتے ہیں

سیٹلا ے ون میں رہتا ہوں

شیخ اکرم صا # کو تو جا... ہوں گے

جی نہیں۔ (63)

اور اے سوئے اتفاق سے قاسمی صا # افسانہ نگار بھی ہوتے۔ اور مکالمہ نگاری کے یہ خصائص ان کی تحریر کی ایہ اور اضافی شان

ہوتی۔

قاسمی صا # کے یہاں اکثر واقعاتی مزاح کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ پورا واقعہ مجموعی حیثیت میں واقعاتی مزاح کو جنم دیتا ہے۔

اس طرح کے مزاح کی ابتدا اکثر اس طرح سے ہوتی ہے۔

"۱۔ اسی طرح کے "روزدار" کو جو سوائے اتفاق سے میراثی بھی تھا" (64)

واقعاتی مزاح میں قاری کا تجسس رفتہ رفتہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ مصنف کے اسلوب میں جہاں کہیں د* مقامی بولیوں کے الفاظ از خود شامل ہونے لگتے ہیں۔ تو* از کچھ ایسا ہوتا ہے۔

اس دوران اشارہ کل H تھا۔ اور وہ ا۔* پھر زگ ز۔* بٹا، کھڈوں اور ٹوپوں میں سے رکشے کو آ*۔

اور میرے کراہنے کو آ* از کھٹا ہوا منزل کی طرف رواں دواں تھا (65)

مقامی بولیوں کے الفاظ کو ب۔ بی وجہ یہ ہے کہ مصنف پوری طرح اپنے قاری اور سوسائٹی کے افراد میں نہ صرف گھلا ملا بلکہ انہی کے ساتھ سانس 8 اور انہی کی ژ۔ ن میں* ت کھٹا ہے۔ اور اس کے علاوہ کہ مقامی بولی کے الفاظ مقامی موضوع کے اظہار میں حسن بیان کا کردار ادا کرتے ہیں۔

اور دل میں کہتا ہے۔ کہ بوگی مار کر اب میری طرف کیا دیکھ رہے ہو۔ (66)

یہ عوامی سطح قاری سے قربت کی علامت ہے۔ کہ قاسمی صا # انتہائی بے تکلفی کے لہجے میں اپنے کرداروں کو بولنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔

خواب صا # آپ کی حد۔ تو ٹھیک ہے۔ کہ آپ ماشاء اللہ کھلے بے غیرت ہیں۔ لیکن لاہوری کے ساتھ "

بے وفا" تو نہ لگا N۔ اس سے ہم لاہوریوں کو فیصل *۔ د، ملتان، پشاور اور کراچی والے مہینے مارتے

ہیں (67)

لفظ "مہینے" مارنے کی جگہ آ وہ لفظ "طعنہ" ما* استعمال کرتے۔ تو یقیناً طرز بیان کا حسن، سادگی، روانی اور اس کا فطری پن شدت سے متاثر ہوتا ہے۔

"اس کے بعد وہ ملکی حالات پ۔ ا۔ اچھے پ کستانی کی طرح آ S کرنے لگے" (68)

اور کبھی کبھار ان کے یہاں غیر ملکی ژ۔ نوں کے الفاظ بھی موقع کی مناسبت سے استعمال ہوتے ہیں۔ خاص طور پ۔ # وہ غیر ملکی کرداروں کا مکالمہ رقم کرتے ہیں*۔ ان کا ذکر خیر کرتے ہیں گویا مزاح ان کے یہاں اردو، پنجابی، انگریزی اور د* بولیوں کے 5 پ سے پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً شیر دا بچہ اور اسی نوعیت کے د* الفاظ۔

قاسمی صا # کے یہاں جہاں کہیں مقامی اور دیسی ژ۔ نوں کے الفاظ حسن تحریر کا % و خاص V ہیں۔ وہاں خود بخود اپنی مٹی سے ان کا رابطہ اور تعلق مضبوط ہوتا جاتا ہے۔

"گواؤ آؤاری مار کر دوسرے پلیٹ فارم کی طرف نکل آ تھا" (69)

یہاں ژ۔ ن میں لوچ*۔ مے لگتی ہے۔ اور اس میں ا۔ رسیلا پن پیدا ہونے لگتا ہے۔

"چھوڑیں ملک صا #، یہ لارا تو آپ ہمیں ! سے دے رہے ہیں" (70)

اسی طرح لکھتے ہیں۔

"جن کے پاس کوئی ڈھول نہیں ہے وہ کوئی ٹین کھڑکاتے ہیں" (71)

قاسمی صا # کے یہاں مزاح کی کیفیت جملوں، الفاظ کی بے پیچ اور فقروں کے { پھیر کے علاوہ واقعاتی سطح پر بھی پیدا ہوتی ہے۔ یعنی پورا واقعہ پڑھنے کے بعد مزاح طعنے کی ایک تکمیلی صورت حال سامنے آتی ہے۔ یہ واقعاتی مزاح کہانی پن کی کیفیت سے جنم لے رہا ہے۔ "ہنسار" ا ہے "میں شینڈو! فقیروں کا شہر،" جن اور جن کی بوتل "، "الم"، "ا۔ دن کی کمائی" اپنی وفات پر ا۔ تحوی۔" کو ہم افسانے اور کہانی کے انتہائی قریب دیکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ان جیسی کئی اور تحوی۔ یہ کہانی پن کو چھوٹے ہوئے رجاتی ہیں۔ وہی جامعیت، وہی اختصار، وہی دلچسپی اور تجسس کے عناصر اور ۱۰۰٪ میں غور و فکر کو تحری۔ دیتے ہوئے ا۔ دو جملے جو افسانے / کہانی کے مخصوص عناصر تکبیری میں شمار ہوتے ہیں۔ یہاں پہنچ پئے جاتے ہیں۔

ان کے کالم / تحوی۔ پڑھ کر یوں لگتا ہے۔ کہ ان کے پس پدہ غیر محسوساتی طور پر ا۔ معطر افسانوی فضا موجود ہے۔ لیکن انہوں نے اس فضا کو شیا ابھرنے نہیں کی۔ فن کالم نویسی نے اسے ایسا ہونے سے روک دیا۔ لیکن اس حوالے سے بلا مبالغہ یہ بات کہی جاسکتی ہے۔ کہ قاسمی صا # ا*۔ قاعدہ طوبی افسانہ نگار ہوتے تو ان کی تخلیقی جہتوں کے کئی اور اسرافاش ہوتے۔

قاسمی صا # کے یہاں ا۔ افسانہ نگار کی خوبیاں اور خصائص رجحان موجود ہیں۔ لیکن انہوں نے کالم نویسی کی ادائیگی اور حرمت کو تحج دی۔ کوئی اور ہے تو تجوی۔ سطح پر ایسے تجربوں کی خواہش میں خود کو نئے نئے * از سے منوانے کی کوشش کرتے۔ لیکن یقیناً اور بجنل قلم کار کبھی ایسی وقتی خواہشات کا غلام بن کر داد و تحسین حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اور یہی * ات آئندہ قاسمی صا # کی ادائیگی اور امتیازی شان رہے گی۔ ان کا کالم افسانہ نگاری کے قریب رہتے ہوئے بھی اپنا آپ قائم رہا اور خود کو منو* ہے۔ ان کے وہ کالم جو اپنی طوا { اور تسلسل میں آگے بڑھتے ہیں۔ ان کو دوران مطالعہ قاری اسی دلچسپی اور بے چینی کے ساتھ ۱۰۰٪ پڑھتا ہے۔ جو افسانے کے قاری کو لاحق ہوتے ہیں۔ بلکہ میں سمجھتی ہوں۔ کہ مستقل قاری، محقق ادب کی تخلیقی رواج خود ا۔ ا۔ ایسی صنف ادب کو جنم دے گی۔ جس کی نیت افسانے اور کالم سے مل کر جوڑ پئے گی۔ * اس صنف ادب کو متعارف کروانے کا سہرا یقیناً «الحق قاسمی کے سر ٹھہرے گا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ # بے پناہ فطری ذہان * کے سرچشمے از خود شدت کے ساتھ پھونٹنے آتے ہیں تو ان سرچشموں کو پھر یہ خبر نہیں رہتی۔ کہ ان کا بہاؤ کتنا شدید اور کس سمت موڑ رہا ہے۔

افسانہ نگار یہ کہانی پن کے عناصر «الحق قاسمی کی تحوی۔ میں آتے ہیں۔ کہیں کہانی پن کا ابتدائیہ، کہیں افسانوی اسلوب کی۔ یہاں، کہیں پلاٹ، کہیں ا۔ مخصوص افسانوی فضا اور اسی حوالے سے منظر کشی کا * از اور کبھی مکالماتی فضا کہانی پن کے ان عناصر کو تخلیق کرتی آتی ہے۔

"کسی ملک میں ا۔ *۔ دشاہ اپنے دنیوں اور مشیروں کے ساتھ رہتا تھا" اور عنوان بھی ہے۔ "ا۔

دشاہ" (72)

اور اسی طرح کہیں کہیں اپنی ذات کے حوالے سے وہ کہانی پن کی اس مخصوص کیفیت کو کچھ اس خاص # از سے تخلیق کرتے اور اپنے قاری کو اپنی ذہنی سطح کے قریب لاتے ہیں۔

"اب ڈبے میں رات بپ گئی۔ میں نے اپنی تھوڑی بستر بچھا۔ اور سونے کی کوشش میں تھا 1 نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی" (73) قاسمی صا # کے یہاں جہاں کہیں کہانی پن اور ا۔ مخصوص افسانوی فضا جنم لیتی ہے۔ وہاں انکا مشاہدہ اور قوت تخیل، بی متحرک آتی ہے۔ جو ا۔ مخصوص فکری گہرائی سے قاری کو متعارف کرواتا ہے۔ ایسے ہی مواقع ان کی تحری کو افسانوی ر۔ کے قریب قریب کرتے آتے ہیں۔ بقول سید وقار عظیم:

"افسانہ نگار کا & سے قیمتی اور & سے قابل قدر 90% انہ مشاہدے کی مدد سے حاصل ہوتا ہے۔ آپ، ا۔

کھلی رہے۔ تو # کی میں تخیل اور فکر کے لئے دو { کی کمی نہیں" (74)

قاسمی صا # کی تحری ان خصائص سے مالا مال ہے جو نہ صرف ان کی تخلیقی صلاحیتوں کو مزید، بھانے کے مترادف ہے۔ بلکہ تخلیقی سطح پ ان کے جوہر: ادا کا کھلا اعتراف ہے۔ جو قاری اور محقق دونوں کے احساس و شعور کو فکر کی نئی جہتیں « کھلتے ہے۔

قاسمی صا # کی تحریوں 90% و خاص منظر کشی بھی ہے۔ یہاں بھی ا۔ کہانی کی بُنت آتی ہے۔

پ امری سکول نمبر 2 تھا۔ جو کھوتی سکول کے م سے مشہور تھا۔ بے دروازے میں داخل ہونے سے پہلے

میری آ وں نے محمد حسین بے کو تلاش کیا۔ جس سے ہم آدمی چھٹی کے وقت چھو لکھا کرتے تھے 1 اس

کی بری بھی وہاں موجود نہیں تھی۔ وہی پ* نقشہ۔۔ * N طرف طویل۔ آمدہ جس میں آج بھی ٹ بچے

ہوئے تھے۔۔ سامنے کھڑکیوں کی جگہ کرہ بنایا تھا۔ (75)

منظر کشی کا یہ # ازا ا۔ طرف خارج اور دوسری طرف ماضی کا یہ دے 90% اہوا ہے۔ یہاں تخیل کو جیسے ایدھ لگتی ہے۔ وقت گزیر سیمینے لگتا ہے۔ اور پھر دوں کا ا۔ بہاؤ ہے۔ ا۔ تسلسل ہے۔ جس کی رو میں مصنف بہنے لگتا ہے۔ وہ وقت کے بہاؤ کو تھوڑی دے کے لئے روک ہے۔ تلاش، تجسس اور کچھ پنے کی جستجو اسے اس منظر کشی کا جیتا جا ہ کر دار بنادیتی ہے۔ اور وہ اس کردار میں ماضی اور حال دونوں میں بیک وقت سانس 8 ہے۔ بچپن تھوڑی دے کے لئے ا۔ پیکر کا روپ دھار 8 ہے۔ تخیل کی رفتار کچھ اور تیز ہو جاتی ہے۔ اور یہی بچپن جیسے لمحہ بھر کے لئے اس کے # سے ہی کہیں:، وجوہ * اور * ہ، متحرک پیکر کی طرح اس منظر کشی حصہ بن جاتا ہے۔ اسے مصنف کے تخیل کی بلند بہ وازی اور سر پ نگاری کی مہارت کہہ h ہیں یہاں وہ اس منظر کشی کے پس منظر میں اپنے بچپن کا یہ دہ نہیں کھتے بلکہ اسے ا۔ الگ سے 8 ہ، سانس 8 اور ح ! کھتے ہوا جسم» کرتے ہیں۔ اس سے عبارت اور مذکورہ منظر کشی کا حسن اور *، بہت بھ جاتا ہے۔

"میں نے * بٹھٹھے ہوئے اپنے بچپن کو دیکھا۔ یہ بچپن دوں کا۔ توں میں مصروف دیکھ کر شباب پ

آ تھا" (76)

ا افسانہ نگار کی مجموعی صفات کا جائزہ لیا جائے۔ تو صورت حال کچھ اس طرح سے ہے۔ کہ افسانہ نگار اختصار کے پ دے میں

* صبح اور اس کے نقطہ A میں جامعیت کا عنصر موجود ہے۔ اس کا کام صورت حال کو پیش کرتا ہے کہ اسے حل کرے۔ وہ فکری کے تخلیق حقائق کو علامت دیتا ہے، اس کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ دنیا کی نگاری، بہت پسندی، معجز بیانی، بلندی خیال اور وسعت A کی صفات اس کی امتیازی شان ہوتی ہے۔ اگرچہ غور جائزہ لیا جائے تو قاسمی صاحب کی تحریک ان اوصاف کے قریب قریب رہتی ہے۔ یہ الگ بات کہ افسانہ نگاری کا میدان انہوں نے نہیں اپنا۔ لیکن مستقبل کے محقق کے لئے یہ عوامل قابل غور رہیں گے۔ اور کبھی اس منظر کشی کے لئے ان کا اسلوب، نثر و بیان کے ادبی پیرائے سے مالا مال آنے لگتا ہے۔ حسن و جمال سے لبریز ایسا ادبی ایہ بیان جو اکثر افسانے کی صنف کی شان سمجھی جاتی ہے۔

گاڑی اپنی پوری رفتار سے فراتے بھرتی ہوئی حیدر آباد کی طرف جارہی تھی۔ کسی پ سائے سے محروم بنجر اور

بے رفاقت زمینوں میں کیلٹس کے پودے ای۔ دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑے تھے (77)

اس حوالے سے کوئی محقق ان کے اسلوب کو رقم کرنے لگے گا۔ تو اسلوب بیانی سطح پر اسے بے پناہ رنگارنگی، جدت اور تنوع ملے گا۔ جو

ای۔ کالم نگار کے یہاں ملنا امر محال ہوگا۔ مصنف کا قلم چونکہ فطری طور پر اپنی مٹی اور اپنے 90 دس کے فطری پن سے 90 ہوا ہے۔ اسی لئے اس میں مٹی کی خوشبو کے کئی رے۔ رچے بسے ہیں۔ اس حوالے سے خارجی منظر کشی کے ضمن میں ای۔ تقابلی 5 حلقہ فرمائیے:

سڑک کے دونوں طرف، + طرز کے بنگلے 8 دہ تھے۔ جن کے وسیع و عریض لان میں رے۔ پھول

اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ دا N جانے واقع ای۔ سینکڑے رکھے۔ ہر نئے ماڈل کی کاریں کھڑی تھیں۔ ای۔

مسجد میں بچے لہک لہک کر قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ مزار پر سبز علم لہرا رہے تھے۔ جس کے صحن میں ای۔

رنگ کبوتروں کو دانہ ڈال رہے تھے کنویں سے عورتیں پانی نکال رہی تھیں وہاں پھٹے۔ انے کپڑوں میں

ای۔ ضعیف عورتیں پانی ایسے شور مچا رہی روٹی کے لقمے بھگو کر کھا رہی تھی اور جہاں ہر گھر کا ای۔ در 8

تھا اس کے سائے تلے " عجوبہ " بستیاں دیکھنے کے لئے آنے والے ہم لوگ یہ ہیں۔ اور کچھ دیے

ستانے کے بعد واپس اپنی روشن بستیوں کو لوٹ جاتے ہیں۔ (78)

یہ تقابلی 4 از اپنے 4 در حقیقت معاشرے کے دو مخصوص طبقوں کی U سندگی کرتا ہے۔ ای۔ وہ طبقہ جو معاشرے کی حقیقی اور سچی

تصویر کا U سندہ ہے۔ اور دوسرا وہ طبقہ جو اپنے 4 رکے کھوکھلے پن کو ہمہ وقت نئے ماڈل کی گاڑیوں سے سجانے کی کوشش کرتا ہے۔

منظر کشی کا یہ 4 از اپنے سیاق و سباق سے الگ کر کے پڑھا جائے تو یقیناً یہ افسانے کی کلاسیک U روا کا A 4 ہے۔ یہاں

کہیں کہیں غلام عباس کے افسانے کا زنگشت سنائی دیتی ہے۔ خارجی، داخلی اور تہذیب R رے۔ کی حال یہ منظر کشی صرف اور صرف قاسمی صاحب 8

کے قلم کا جو ہر خاص ہے۔ ان کے اسلوب کا یہ رے۔ اسے ای۔ مخصوص افسانوی فضا کے بہت قریب کر دیتا ہے۔ کیونکہ افسانہ محض واقعات کی

بنت کا 4 نہیں بلکہ اس بنت میں افسانوی فضا کا رے۔ سونے پہ سہاگے کا کام کرتا ہے۔ یہی افسانے کی خاص خوبی ہے۔ ممتاز شیریں افسانے

کی اس مخصوص اسلوب بیانی فضا کو ای۔ مختلف اور منفرد 4 رز میں کچھ اس طرح سے بیان کرتی ہیں۔

ای۔ تن بنانے کے لئے & سے پہلے مٹی کی ضرورت ہے۔ اسے خام مواد سمجھ لیجیے، پھر اس میں ر۔ 5۔

جائے، یہ اسلوب ہے (79)

اس حوالے سے قاسمی صا # کے یہاں ب۔ ن وہ بیاں کی رنگا رنگی اور اس رنگا رنگی کو تخیل مشاہدہ % و بیات، منظر کشی اور و لوانیات بیاں سے آراستہ کرنے کا جو فطری عمل ہے۔ وہی ایسے ر۔ ہیں۔ جو مواد پ پھیلانے جانے کے بعد ان کی اسلوبیاتی شان W ہیں۔ ان کے اسلوب میں لفظ اور محاورہ کا استعمال کمال پ ہوا ہے۔ محاورہ وقت کے نئے اور ہر لمحہ لیتے حالات و واقعات سے گڑی از خود وابستہ ہو جاتا ہے۔ محاوراتی سطح کی اس تہہ داری کے عمل میں معنوی & دو چند ہو جاتی ہے۔ اور اس کا ای۔ سرا ب۔ ادبی پیرایہ بیاں کے پس منظر % جاتا ہے۔

میرے دو & نے ای۔ مریل دے پ ہاتھ رکھا اور مالک سے پوچھا۔ کہ سچ کج کا ذنبہ پٹے سے مار مار کر

ذنبہ بٹا ہے۔ (80)

اسی طرح مختلف ب۔ نوں کے الفاظ کی معنوی & ان کی ذہنی اور تخلیقی صلاح A کے ہاتھوں قاری کے لئے ب۔ ن کا * B اور اسلوب میں ب۔ کی ای۔ نئی ۵ پیدا کرتی ہے۔ مختلف ب۔ نوں کے ان موجود شدہ الفاظ کی یہ معنوی & قاری کے مطالعہ کے لئے ب۔ لکل ای۔ * تجربہ ہے۔ جس سے از خود مصنف کی ذہانیت کی داد دینا پڑتی ہے۔

"(Worry) کا مطلب پیشانی ہے۔ ہمارے ہاں جن کپڑوں کو دوری کہا جاتا ہے۔ وہ بھی پیشانی کے

زمرے میں آتے ہیں (81)"

یہ دو ب۔ نوں کے ہم تلفظ الفاظ کی ڈھنڈے کا ایسا عمل ہے۔ جس کے معنی و مفاہیم کو بھی مصنف نے ای۔ ہی طرح کی معنوی & کا پس منظر فراہم کیا ہے۔ جو یقیناً اس کی ذہانیت کا اچھا پ۔ بن ہے اور کہیں ای۔ مختلف # از کے علامتی پیرائے میں وہ سماج کے ای۔ مخصوص طبقے کی حا { زار کھاس طرح رقم کرتے ہیں۔
وصیت: ے میں لکھتے ہیں:

میرے بچپن کا دو & بھولا ڈنگر / شہ دنوں بیمار ہوا۔ W سے کہا۔ کہ اسے ڈنگر ہسپتال جائے۔ W نے
حیران ہو کر پوچھا۔ ڈنگر ہسپتال کیوں؟ وہاں تو جانوروں کا علاج ہوتا ہے۔ بولا W میں کہاں کا K ن
ہوں۔ صبح اٹھتا ہوں۔ گھوڑے کی طرح ہوتا ہوں۔ سارا دن گدھے کی طرح کام کرتا ہوں۔ شام کو گھر جاتا
ہوں۔ تو میرے ساتھ کتے جیسی ہوتی ہے۔ رات کو بھینس مجھے جھڑکیاں دے کے سلا دیتی ہے۔ میں کہاں کا

K ن ہوں۔ تم مجھے ڈنگر ہسپتال لے جاؤ (82)

یہ راض معاشرے کا صرف ای۔ فرد نہیں۔ بلکہ ای۔ فرد کا غم و غصہ تمام سوسائٹی کے اجتماعی غم و غصہ کا اظہار کر رہا ہے۔ وہ معاشرہ
جہاں K ن اور حیوان کے طرز زندگی میں تفریق نہیں کی جاسکتی۔ جہاں اس کے C دی K نی حقوق کا خیال رکھنا تو دور کی بات اسے قدم

قدم بھی موشیوں اور ڈنگروں کی طرح ہانکا جاسکتا ہے۔ ایسا فرد سوسائٹی بلکہ مہاد سوسائٹی سے ذہنی طور پر مکمل چکا ہے۔ یہاں فرد کا ہی نہیں، بلکہ سوسائٹی کا زوال بھی اپنے عروج پر ہے۔

یہاں اخلاقی اور روحانی زوال کے (۱) معاشرے کی بے حسی عروج پر آتی ہے۔ اسی کے (۲) فرد اپنی ذات میں بے یقین اور تنہا ہے۔ اور اسی کے (۳) اجتماعی شناخت منشر اور چہرے بے ہوش ہو چکے ہیں۔ K ن خود کو K ن سمجھنے سے قاصر ہے۔ یہاں معاشرے کی بے اعتمادی اور بے حسی کا شکوہ بھی بے سود ہو چکا ہے۔ بلکہ نوB اس سے کئی مقام آگے بڑھ گئی ہے اور فرد خود اس بے یقینی کی زد میں یقین پیدا کرنے کی کوشش میں ہے۔ کہ شاید وہ K ن ہی نہیں۔ اسی لئے اس کے ساتھ K M سوز سلوک کیا جا رہا ہے۔ یہاں اخلاقی اور سماجی زوال کی حدوں کو چھو رہا ہے۔ لہذا مزاح نگار ایسے میں آ مزاحیہ صورت حال سے اس کیفیت کو قلم بند کرتا۔ بھی چاہیے تو مزاح کے اس رے میں موجود فرد کے دکھ اور اس کے رٹوٹ پھوٹ F کیفیت عروج پر آتی ہے۔ یہ سوسائٹی کو دیکھنے والی آچکے۔ اہ را ۵ تماشا ہے۔ اور کالم نگار کے ۶ رکے محسوسات کا فطری بہاؤ۔ محمد ادریس لکھتے ہیں۔

Qasmi is a spontaneous man ... Qasmi columns are like Qasmi himself. ribald, stunning , jocular, electric ludicrous, semi earnest. He is one of the few who always have columns comming to them. (83)

« الحق قاسمی کے ۶ رقاری کو ہر لمحہ ا۔ شہید تخلیقی بہاؤ کا احساس رہتا ہے۔ ان کا مزاح نہ تو کسی مخصوص ماحول اور ہنگامی نوعیت کا حامل ہے۔ اور نہ کسی عارضی کیفیت کا مرہون منت بلکہ یہ ۶ گی کے لطن سے پھوٹتا ہے۔ ۶ گی کتنی لامحدود، کتنی قابل تخیل اور اس کے رے۔ کتنے ۶ ی اور آفاقی ہوتے ہیں۔ اس صلا A اور طاقت کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ جس کی فکر ۶ گی کے بے کنار وجود سے پھوٹا ہو۔ قاسمی صا ۶ کا گرو فن اس زمرے میں آتا ہے۔ اسی لئے ان کا قاری ۶ گی کے ہر طبقے، ہر سوچ اور ہر مکتبہ فکر سے متعلق ہے اور رہے گا۔ کھیت کھلیان ہو ۶ مشینی ۶ گی کا صدر دروازہ، موس ۶ اں ۶ کھیت گل ۶ یس ۶ آس، رے۔ ۶ پ، B، ۶ دیکھ ۶ ی۔ ۶ ا۔ ان کا فن محیط بیکراں کی ما ۶ گی اور اس کے رویوں سے ۶ ار ہے گا۔

قاسمی صا ۶ کے اکثر جملے ا۔ تقابلی پس منظر کے حامل ہوئے ہیں۔ یہ تقابل مثبت اور منفی رویوں کا، ماضی اور حال کا، ملکی اور غیر ملکی کا غرض آج اور کل ۶ کا احاطہ کرتا ہے۔ ایسے فقرے ۶ ی ہمہ گیر ۶ کے حامل ہوتے ہیں قاری کی ذہا ۶ کو یہاں بے پناہ تحری۔ ملتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مصنف کی مطالعاتی وسعت اور عین مشاہدے کا احساس متحرک ہو چکا ہے۔

قاسمی صا ۶ کے مزاح کے مختلف رنگوں کا آ احاطہ کیا جائے تو اس کی مختلف کیلنگری کا خاکہ از خود ۶ لگتا ہے۔

- ۱۔ وہ جس میں بے پناہ بے ساختگی ہے۔ یہاں ابتدا مسکراہٹ سے ہوتی ہے۔ جو رفتہ رفتہ قاری کو کھل کر ہنسنے پر آمادہ کرتی ہے۔
- ۲۔ دوسرا رے۔ وہ ہے جیسے کوئی ہجوم میں چلتے چلتے رک جائے۔ کوئی ایسی تصویر اس کے پیش آ ہو۔ جو ا ۶ پلٹ جا ۶ میں دکھائی

دے۔ اس وقت K ن اس کیفیت پہ پہلے متحیر ہو۔ پھر اس کی : کذائی خود بخود اس کی ہنسی چھوٹ جائے۔

۳۔ یہاں مزاح کا اے۔ رے۔ وہ ہے۔ جس کا اے۔ سرادھ کی کیفیت سے ۱۹۶۰ ہوا ہے۔ یہ وہ کیفیت ہے۔ کہ # K ن انتہائی اخلاص سے آدو نواح کی بے اعتمادیاں دور کر دے۔ چاہیے۔ اور نہ کر h کی صورت میں وہ بے بسی اور لا چاری کی حا { میں ہنسنا شروع کر دے۔

۴۔ آپ کے یہاں مزاح کا اے۔ رے۔ آفاقی نوعیت کا ہے۔ اس سے مستقبل کا قاری بھی اسی طرح محظوظ ہوگا۔ جیسے دور حاضر کا قاری لطف اٹھاتا ہے۔

۵۔ مزاح کی اے۔ صورت یہاں ہنگامی سطح سے ابھرتی ہے۔ اس طرح کے مزاح کے ساتھ [نوعیت کی مخصوص صورت حال وابستہ ہوتی ہے۔ یہ روزمرہ کے حالات و واقعات اور اس کے رد و بدل سے متعلق مصنف کے گہرے مطالعہ اور عمیق غور و فکر پہ F ہے۔

۶۔ مصنف کی مزاح نگاری کا اے۔ رے۔ ایسا ہے۔ جو دیسی اور دب لسی تہذیبوں کے تصادم اور تقابل سے جنم 8 ہے۔ یہاں مصنف کی روداد سفر کے مشاہدات و تجربات سے آتے ہیں۔

۷۔ آپ کے یہاں الفاظ کے ذریعے مزاح نگاری کے عمل میں لفظ کی طاقت اور اس کے ۴ رموجود تمام امکا ت کو، تے کا شعور A آ ہے۔ مزاح نگاری کا یہ طر ا اور سلیقہ اس جودت طبع کا حامل ہے۔ جو لفظ کے ۴ کی تمام ا جی کو نچوڑنے کا ہنر جات ہو۔

قاسمی صا # کے یہاں موضوعات اور عورت میں رنگارنگی کا پہلو موجود ہے۔ یوں لگتا ہے۔ کہ قاسمی صا # نے مزاح، ظرافت، تہقہ، نہی، تسم، طنز، طعنے لطیف اور خالص مزاح کے تمام پہلوؤں کو ۴ یوں کی طرح اپنے قلم کی کھو، سے ۴ لیا ہے۔ موضوعات ہوں۔ مختلف تصانیف کے، مول کا حوالہ۔ مزاحیہ رے۔ فوراً رے لگتا ہے ۵۵۵ ظریفی، خند مکرر، شرگویشیاں، تنجابل کا لمانہ، تمام اس زمرے میں آتے ہیں۔

آپ کے یہاں فکر A کا اے۔ جہاں ۴ دے۔ جس میں رونہ، وراضافہ ہو جاتا ہے۔ کہ آرہی ہے۔ دما دم صدائے کن فیکون۔ یہاں فکر کی تہہ داڑی اور معنی کی حشر ساما ۴ ہیں ذہن اور قلم کا اے۔ سفر ہے۔ جو ماضی سے حال، حال سے مستقبل۔ مکاں سے لامکاں۔ حیات سے کائنات۔ رواں دواں ہے۔ لفظ ہر زاویے سے استعمال ہوا ہے۔ بلکہ میں سمجھتی ہوں۔ کہ لفظ جتنا قاسمی صا # کے ہاتھوں پہلے ہیں۔ اس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اس لئے کہ کچھ اور چاہیے وسعت میرے بیاں کے لئے

حوالہ جات

(1) « الحق قاسمی، ہنسنے ہنسانے والے از ہنسارڈ: | ہے۔ مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، 2011ء، ص، 265،

266

- (2) « الحق قاسمی، پیش لفظ، بلبلی، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، 2011ء، ص، 07
- (3) « الحق قاسمی، پیش لفظ، ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 246
- (4) « الحق قاسمی، ڈاکٹر اللہ رکھامرحوم از وصیت: مے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 221
- (5) « الحق قاسمی، جارج بش از وصیت: مے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 191
- (6) Wiki Pedia, The Free Encyclopedia
- (7) « الحق قاسمی، جارج بش از وصیت: مے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 190
- (8) « الحق قاسمی، اسلام کی تخلیص از بلبلی، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 85
- (9) « الحق قاسمی، طوطے ای طوطے از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 567
- (10) « الحق قاسمی، جارج بش از وصیت: مے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 190-205
- (11) ایضاً

- (12) « الحق قاسمی، عیادت کٹر: | ہے از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 470
- (13) « الحق قاسمی، بیمار محبت از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 467
- (14) « الحق قاسمی، فقیر کتنے سخی ہوتے ہیں، از ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 338
- (15) « الحق قاسمی، پیش لفظ، ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 245
- (16) « الحق قاسمی، ضرورت رشتہ از ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 263
- (17) « الحق قاسمی، بیگم و جناب اے ڈی کوٹ از ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 332
- (18) « الحق قاسمی، پیش لفظ بلبلی، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 22
- (19) « الحق قاسمی، آسان مذہب از بلبلی، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 78
- (20) « الحق قاسمی، رحم دل لوگ از ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 344
- (21) « الحق قاسمی، پچھلا دروازہ از بلبلی، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 47
- (22) « الحق قاسمی، اہنارل از ہنسارڈ: | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 394
- (23) « الحق قاسمی، خوف از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار لاہور، ص، 471

- (24) « الحق قاسمی، شرمیلی دوشیزا N از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 30
- (25) ایضاً
- (26) « الحق قاسمی، بجلی کی آمد روفت از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 44
- (27) « الحق قاسمی، الحمد للہ از ہنسارو: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 365
- (28) « الحق قاسمی، الہ دین کے جن کا زوال از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 481
- (29) « الحق قاسمی، اب اور \$ از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 484
- (30) « الحق قاسمی، ایہ - صنعت کار کا گھر از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 601
- (31) « الحق قاسمی، عاشق از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 478
- (32) « الحق قاسمی، آئی لو یوسید ضمیر جعفری از ہنسارو: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 361
- (33) « الحق قاسمی، ضمیر کی تلاش از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 639
- (34) « الحق قاسمی، کتے از وصیت: مے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 171
- (35) « الحق قاسمی، آ > اور اکل از ہنسارو: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 353
- (36) « الحق قاسمی، سا N کوڑے شاہ کا تعویذ از ہنسارو: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 335
- (37) « الحق قاسمی، آئی لو یوسید ضمیر جعفری از ہنسارو: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 359
- (38) « الحق قاسمی، آگنا از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 79
- (39) « الحق قاسمی، جوتہ ۱۹۰۱ کی رسم از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 35
- (40) « الحق قاسمی، مردوں کو فرائی کڑ: از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 39
- (41) « الحق قاسمی، اللہ لوک از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 73
- (42) « الحق قاسمی، کمال از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 73
- (43) Wikipedia, The Free Encyclopedia
- (44) « الحق قاسمی، محبت کرنے والی قوم از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 74
- (45) « الحق قاسمی، پسندیدہ سبزی از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 75
- (46) « الحق قاسمی، سپیشل C از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 77
- (47) « الحق قاسمی، روٹی کی ایہ - لندن: قسم از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 87
- (48) « الحق قاسمی، لوٹے از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 89

- (49) « الحق قاسمی، شیر دا پچہ از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 573
- (50) « الحق قاسمی، بیٹے رک میں غریبہ غز سے 5 قاتیں از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 587
- (51) « الحق قاسمی، Long Live King، از وصیت: ے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 216
- (52) « الحق قاسمی، اے آرچو دھری کی وفات حسرت و یت، از وصیت: ے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص

232

- (53) « الحق قاسمی، بی عید کا دورا 6 از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 77
- (54) « الحق قاسمی، ہفتہ صحت از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 341
- (55) « الحق قاسمی، فلیپ، روزن دیوار، » الحق قاسمی، مطبوعات لاہور، راول، ص 1978
- (56) « سلیم اختر، ڈاکٹر، تبصرہ، مشمولہ مجموعہ، تستعلیق مطبوعات، el، F-3، ورنی سٹریٹ، اردو، زار لاہور، اشا (۱) اول، دسمبر

22، ص 2010

- (57) « الحق قاسمی، زہرا لوی ولد قہرا لوی از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 366
- (58) « انتظار حسین، فلیپ، روزن دیوار سے، » الحق قاسمی، مطبوعات لاہور، راول، ص 1978
- (59) « الحق قاسمی، ای۔ دوسرے کے دشمن از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 339
- (60) « الحق قاسمی، بچپن سے ای۔ 5 قات، از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 568
- (61) « الحق قاسمی، سیرگدھے از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 289
- (62) « الحق قاسمی، خوش بے عیش پوری کا خط از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 607
- (63) « الحق قاسمی، صبح کو، شام کا از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 406
- (64) « الحق قاسمی، درمدح افکار از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 348
- (65) « الحق قاسمی، دشاہ اور عوام از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 350
- (66) « الحق قاسمی، مقرر حضرات از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 352
- (67) « الحق قاسمی، خواجہ بے وفالاہوری از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 368
- (68) « الحق قاسمی، ان کا راستہ نہرو کیس از ہنسارڈ: I ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 373
- (69) « الحق قاسمی، انکل جیری از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 563
- (70) « الحق قاسمی، خوف از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 470
- (71) « الحق قاسمی، مقبول تین آلہ موسیقی از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 47

- (72) « الحق قاسمی، ای۔ نکتہ دشاہ از ہنسارڈ | ہے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 369
- (73) « الحق قاسمی، ایڈ وچراز » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 627
- (74) وقار عظیم، سید، موضوع کی تلاش اور مواد کی فراہمی، مشمولہ، فن افسانہ نگاری، (میم اضافہ شدہ C، دوم) اردو مرا، گنیت روڈ، لاہور، 1961ء، ص 71-75
- (75) « الحق قاسمی، بچپن سے ای۔ 5 قات از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 569
- (76) ایضاً
- (77) « الحق قاسمی، انکل جیری از » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 566
- (78) « الحق قاسمی، بآ کے نیچاز » یے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 559
- (79) ممتاز شیریں، ٹیکنیک کا موضوع، دل اور افسانہ میں، معیار، * ادارہ، سوہ آرٹ، لاہور، 1963ء، ص 16
- (80) « الحق قاسمی، اصلی و از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 69
- (81) « الحق قاسمی، شادی کی رسوم از بلبلے، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 29
- (82) « الحق قاسمی، Long Live the King، از وصیت، مشمولہ مجموعہ، & مطبوعات، اردو، زار، لاہور، ص 215
- (83) محمد ادریس، فلیپ، "روزن دیوار سے" از « الحق قاسمی، مطبوعات، لاہور، راؤل 1978